www.naqshbandiaowaisiah.com

ماھنامہ

المرشد

جون
2005

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کرلیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہوگیا۔

دوسرا سالانہ

جلسہ بعثتِ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

میلاد ساری کائنات منائے' میں کہتا ہوں! ''تم بعثت مناؤ''

دارالعرفان منارہ میں جلسہ بعثتِ رحمتِ عالم ﷺ سے امیر محمد اکرم اعوان کا خطاب

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المُرشد

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

جون 2005ء ربیع الثانی / جمادی الاول ۱۴۲۶ھ

جلد نمبر 26 ✻ شمارہ نمبر 11

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر : ضمیر حیدر

سرکولیشن مینیجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹرڈیزائننگ اینڈ لے آوٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

بدل اشتراک	سالانہ
پاکستان	250 روپے
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ - یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

اس شمارے میں

1- اداریہ	محمد اسلم	03
2- اقوال شیخ	امیر محمد اکرم اعوان	04
3- خطاب جلسہ بعثت رحمت عالم ﷺ	امیر محمد اکرم اعوان	06
4- خطاب جلسہ بعثت رحمت عالم ﷺ	ڈاکٹر انیس احمد	13
5- خطاب جلسہ بعثت رحمت عالم ﷺ	ڈاکٹر خالد علوی	16
6- خطاب جلسہ بعثت رحمت عالم ﷺ	حکیم سید محمود احمد سرو	21
7- سوال و جواب	امیر محمد اکرم اعوان	27
8- عرفان نفس کی دولت	عطاء الرحمٰن	30
9- بعثت رحمت عالم ﷺ	حکیم محمد الیاس اویسی	33
10- جمہوریت اور کاروان جمہوریت	ضمیر حیدر	36
11- کلام شیخ	سیماب اویسی	37
12- ہے میلاد آقا کا جشن بہار	انجینئر عبدالرزاق اویسی	38
13- مکتوبات	حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ	40
14- غبار راہ	امیر محمد اکرم اعوان	43
15- طریق السلوک فی آداب الشیوخ	آسیہ اسد اعوان	49
16- اسلام کی چار بنیادیں	ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ	53
17- تبصرہ کتب	ادارہ	56

ناشر - پروفیسر عبدالرزاق | انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد ' اے - ٹی - ایم - بلڈنگ پل کوریاں ' سمندری روڈ ' فیصل آباد - فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk — E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المرشد ' اویسیہ سوسائٹی ' کالج روڈ ٹاؤن شپ ' لاہور - فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

علماء حق کا فیصلہ ہے کہ
کسی بھی ولی اللہ کی ولایت کا
ماننا شرط ایمان تو نہیں لیکن بلا وجہ
انکار کرنا نقصان دہ ضرور ہوتا ہے اور کم
از کم نقصان اس کا یہ ہوتا ہے کہ آدمی
ساری زندگی ان کی برکات
سے محروم رہتا ہے۔

اقتباس از ''کنزالطالبین''

تعاون
اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
مینوفیکچررز
آف PC یارن
پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد
667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کے زیر اہتمام یکم جولائی 2005ء کو منارہ میں بعثت رحمت عالم ﷺ کے موضوع پر ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا۔ محدود پیمانے پر دعوت اور تشہیر کے باوجود عوام الناس کا ایک جم غفیر جلسہ گاہ میں موجود تھا۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں لوگوں میں جہاں ایک طرف ملک کے جید اور نامور سکالرز اور محققین شامل تھے تو دوسری طرف چکوال کے مختلف دیہاتوں کے کسان بھی موجود تھے۔

جلسہ بعثت رحمت عالم ﷺ سے امیر محمد اکرم اعوان کے علاوہ رفاہ یونیورسٹی اسلام آباد کے وائس چانسلر ڈاکٹر انیس احمد، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں دعوۃ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر خالد علوی اور حکیم سید محمود احمد سروسہانپوری نے خطاب فرمایا۔

مقررین نے سیرت النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور انتہائی فکر انگیز نکات بیان فرمائے۔ اسلام اور عصر حاضر کے تقاضوں کے حوالے سے انتہائی مدلل گفتگو ہوئی۔ مقررین نے دلائل سے یہ ثابت کیا کہ اسلام دور حاضر کے ہر چیلنج سے نمٹنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے اور اس کی آفاقی تعلیمات قیامت تک کے لئے قابل عمل ہیں۔

آخر میں امیر محمد اکرم اعوان نے مختصر مگر انتہائی جامع خطاب میں فرمایا کہ ”ولادت باسعادت رحمۃ للعالمین ساری انسانیت اور پوری کائنات منائے مگر مسلمان بعثت منائیں! اس جلسہ کا مقصد اہلِ وطن کو یہی یاد دلانا ہے کہ ہم بعثتِ عالی ﷺ کو بھول چکے ہیں“۔

یوں لگتا ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کے روحانی پیشوا کی نگاہ بصیرت نے امت مسلمہ کی موجودہ حالت زار کو سامنے رکھتے ہوئے ایک دردمند اور ماہر طبیب کی طرح صحیح ترین تشخیص کے بعد مختصر ترین نسخہ تجویز فرمایا ہو۔ درحقیقت بعثت محمد رسول اللہ ﷺ اس عظیم ترین انقلاب کا نکتہ آغاز ہے جس نے انسانیت کی تقدیر بدل دی۔ اللہ کی مخلوق خالق دو جہاں سے آشنا ہوئی۔ ایمان کی دولت عظیم عطا ہوئی۔ باہمی محبت والفت کے چشمے پھوٹ نکلے، کچلی اور روندی ہوئی مخلوق خدا کو انسانی حقوق میسر آئے۔ عدل وانصاف کا بول بالا ہوا، سود کی لعنت سے نجات ملی، آقا وغلام کا فرق مٹ گیا، بڑے بڑے ظالم وجابر حکمرانوں کا تکبر خاک میں ملا اور رب کی زمین پر رب کا نظام نافذ ہوا۔

اس وسیع تناظر میں جلسہ بعثت رحمت عالم ﷺ امت مسلمہ کے لئے بالعموم اور اہل وطن کے لئے بالخصوص لمحہ فکریہ ہے کہ ہم آج بھی بعثت عالی کے حقیقی مقصد کو پا کر دنیا وآخرت کی ہر کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقوالِ شیخ

''محبت ایک لطیف ترین جذبہ ہے جو محسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر الفاظ میں ڈھالنا ممکن نہیں' یہ ایک کیفیت ہے جسے آپ حیات کہہ سکتے ہیں اور اس کے بغیر موت کی اتھاہ گہرائیاں''۔

المرشد۔ مئی 1989ء صفحہ 8

''یہ دنیا انسانوں کے لئے بنائی گئی ہے' نباتات' حیوانات' جمادات' اس کے خزانے سب انسانوں کے لئے ہیں اور جب انسان پر گرفت آتی ہے تو یہ ساری چیزیں اس کے ساتھ متاثر ہوتی ہیں۔''

المرشد۔ مئی 1989ء صفحہ ۱۱

''اسلام حقیقتوں کا مذہب ہے' حکایتوں کا مذہب نہیں' اس میں قصے کہانیوں پر اعتبار نہیں' بڑا ٹھوس' بڑا سیدھا اور بالکل حقیقتوں کا مذہب ہے''۔

المرشد۔ مئی 1989ء صفحہ ۳۸

''جو تکلیف نیکی کے راستے میں آتی ہے اس میں لطف و کرم ہوتا ہے اور جو تکلیف اللہ سے ناراضگی کے سبب آتی ہے وہ بظاہر تھوڑی بھی ہو تو بھی دکھ دیتی ہے''۔

المرشد۔ مئی 1989ء صفحہ ۱۵

''جو شخص اللہ کی اطاعت اور اس کے حبیب ﷺ کی غلامی خلوص دل سے اختیار کرے' بدترین حالات میں بھی اس کے لئے بہترین حالات موجود رہتے ہیں' نہ اُسے دنیا میں کبھی کوئی ایذا ہوتی ہے اور نہ آخرت میں کوئی پریشانی''۔

المرشد۔ مئی 1989ء صفحہ ۳۰

''زندگی کو تکلفات سے آزاد کر کے اللہ کے روبرو جینا چاہئے۔ہم جیتے ہیں خدا سے چھپ کر۔ یہ جو ہماری غیر حاضر زندگی ہے اس کو ہم رسومات کے لبادے پہناتے رہتے ہیں' اس پر ایسے غلاف چڑھاتے ہیں کہ لوگوں کو ایسی نظر آئے' لوگوں کو ویسی نظر آئے۔''

المرشد۔ مئی 1989ء صفحہ 40

''دنیوی علوم کا محل ہی انسانی ذہن اور دماغ ہے لیکن دینی علوم کا محل ہی قلب ہے۔ نزولِ کلامِ باری' آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر ہوا''۔

المرشد۔ جون 1989ء صفحہ 3

''جب تک دل قائم نہیں ہوتا اپنی حیات نہیں پاتا' سمع و بصارت کی قوت نہیں پاتا' ادراکات نہیں پاتا' عقل دینی علوم کو سمجھنے کی استعداد ہی نہیں رکھتی''۔

المرشد۔ جون 1989ء صفحہ 4

''ہم اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ اس دور کے انسان نے بہت چیزیں ایجاد کر لیں ہیں' ہر زمانے میں اللہ کریم نے انسانی عقلوں کو بیش بہا چیزوں کے علوم عطا فرمائے اور بڑی بڑی عجیب و غریب چیزیں ایجاد ہوئیں۔''

المرشد۔ جون 1989ء صفحہ 4

''دل علم سے آشنا نہ ہو اور دماغ علم سیکھ بھی جائے تو دماغ آرام کے ذرائع کم تلاش کرتا ہے اور ایذا دینے والی چیزیں زیادہ بناتا ہے''۔

المرشد۔ جون 1989ء صفحہ 4

www.naqshbandiaowaisiah.com

میلاد ساری کائنات منائے میں کہتا ہوں "تم بعثت مناؤ"!

حکمرانوں سے لے کر عوام تک ہر ایک کو یاد دلا دو کہ تمہارا تعلق بعثتِ عالی ﷺ سے ہے۔

جلسہ بعثتِ رحمت عالم ﷺ سے

شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہٗ کا فکر انگیز

خطاب

میلاد منانا بہت اچھی بات ہے لیکن میلاد میں کھو جانا اچھی بات نہیں ہے۔

مجھے ایک بات سمجھا دو کہ جسے تم دین کے نام پر "پاک وطن" کہتے ہو کیا یہ پھر سرزمینِ کربلا ہے؟

تہذیب جدید کے نعرے بازو!

اگر محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث نہ ہوتے، اگر ظہورِ اسلام نہ ہوتا تو اللہ کی قسم! میرا ایمان ہے کہ مغرب آج بھی جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہا ہوتا!

www.naqshbandiaowaisiah.com

الحمد للہ نحمدہ ۰...................

اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

انا ارسلنک شاھداً ومبشراً ونذیراo وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراo

اللھم سبحنک لاعلملنا الا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیمo

رب اشرح لی صدریo ویسرلی امریo واحلل عقدۃً من لسانیo یفقھوا قولیo

مولایٰ صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک من زانت بہ العصرواً

حضرات علماء کرام' معززین علاقہ' برادران اسلام .... السلام علیکم!

خواتین وحضرات!

اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے دوبارہ ہمیں یہ محفل سجانے کی توفیق عطا فرمائی اور ملک کے نہیں' بین الاقوامی محققین اور سکالرز تشریف لائے اور یہ حق ہے کہ خود میں نے بھی ان کی باتوں سے استفادہ کیا۔ الحمد للہ! ایسے سوال' جن کے جواب ہماری بدقسمتی سے ہماری مساجد میں نہیں دیئے جاتے وہ سوال زیر بحث آئے جو بہت ضروری اور بہت اہم ہیں اور ان کے سارے پہلوؤں پر سیر حاصل بحث ہوئی اور الحمد للہ بہت خوبصورت جواب اور مدلل جواب اور لاجک (Logic) کے اعتبار سے بھی بہت ہی 'لاجیکل' (Logical) جواب دیئے گئے۔

مرغوب ہمدانی صاحب نعت کے موتی پروتے رہے' خود بھی روئے میں بھی رویا۔

اس ساری حاضری اور آپ حضرات کو اس مشکل وقت میں جو کسانوں کی سال کی مزدوری کے حاصل کا وقت ہے' آپ کو جمع کر کے تکلیف دی' اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں آپ کو کوئی تقریر سنانا چاہتا ہوں۔ تقریریں ہر روز ہوتی ہیں میں بھی کرتا ہوں دوسرے حضرات بھی کرتے ہیں' آپ بھی جگہ جگہ سنتے رہتے ہیں۔ یہاں اس اجتماع کا مقصد' ایک بات کا یاد دلانا ہے اور بس......!

مجھے اور کچھ نہیں کہنا کہ نمازیں پڑھا کرو' میری یہ پرابلم نہیں ہے کہ آپ روزے رکھا کرو' مجھے آپ سے کچھ نہیں کہنا کہ آپ کس تہذیب کو اپنانا چاہتے ہو۔

ربیع الاول کا مبارک مہینہ ہے اور پورے ملک میں گلی گلی' گھر گھر چراغاں ہے میلاد النبی ﷺ کا۔ میری بات یاد رکھ لیجئے! حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر ہو یا آپ کی کسی بھی ادا کا۔ آپ ﷺ کی ہر ادا کا ذکر اللہ کو مقبول ہے اور بہت نیک کام ہے اور ہر وقت کرنا چاہئے اور ہر ایک کو کرنا چاہئے' اس لئے کہ ولادت باسعادت رحمت العالمین صرف مسلمانوں کے لئے ہی باعث برکت نہیں' ولادت ساری انسانیت کو منانا چاہئے! .... نبی آدم کو انسانیت کا دروازہ دکھایا محمد رسول اللہ ﷺ نے! ولادت باسعادت ساری زمینوں کو منانی چاہئے کہ ان پر اللہ کی رحمتوں کا نزول شروع ہوا ولادت باسعادت سے! ولادت باسعادت آسمانوں کو منانی چاہئے کہ وہ اُس رحمت سے منور ہوئے جو انہیں پہلے نصیب نہیں تھی! ولادت باسعادت فرشتوں کو منانی چاہئے! ولادت باسعادت عرش کو منانی چاہئے! جنتوں کو منانی چاہئے' جنوں کو منانی چاہئے' انسانوں کو منانی چاہئے' ولادت محمد رسول اللہ ﷺ میں تم اکیلے نہیں ہو......!

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایک لمحہ ولادت باسعادت کے چالیس برس بعد' ایک لمحہ آیا' ایک عجیب لمحہ' میں آپ کو وہ یاد دلانا چاہتا ہوں! ۔ساری دنیا کا' عرش کا' کرسی کا' جنت کا' فرشتوں کا' زمینوں کا' آسمانوں کا تعلق ہے ولادت باسعادت محمد رسول اللہ ﷺ سے لیکن چالیس برس بعد' اُسی دن' اُسی تاریخ' وہی مہینہ' بعض حضرات کے نزدیک ولادت باسعادت کا دن 9 ربیع الاول ہے' اکثریت کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول ہے لیکن اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ جو روز ولادت باسعادت کا ہے وہی دن بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے! چالیس برس پورے ہوئے اکتالیسواں شروع ہوا اور نزول وحی شروع ہوگیا ۔تمہارا رشتہ بعثت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہے!''بعثت'' کوئی نہیں منائے گا سوائے مسلمان کے! بعثت عالی پہ وہ نور جسے ''سراجا منیرا'' کہا گیا ہے' جس طرح سورج روشنیاں بکھیرتا ہے ساری زمین پر' سارے جہانوں پر' چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک اور ایک ادنیٰ سے پودے سے لے کر بڑے بڑے درختوں تک' دریاؤں سے' چشموں سے لے کر سمندروں تک ہر جگہ کرنیں بکھیرتا ہے لیکن آپ چھوٹی سی ایک مشین گھر پہ لگا دیتے ہیں' چند آئینے ہیں اس میں وہ اتنی کرنیں منعکس کرتے ہیں کہ سارا گھر روشن ہو جاتا ہے۔آپ کے پنکھے اس بجلی سے چلنا شروع ہو جاتے ہیں آپ کے ایئر کنڈیشنز چلنے لگتے ہیں' آپ کے فریج چلنے لگتے ہیں' یہ جو ساری دنیا کرنیں حاصل کر رہی ہے اس سے یہ سسٹم جو ہے یہ کچھ الگ نہیں ہے؟ اس طرح ساری دنیا نے جو رحمتیں حاصل کیں وہ الگ ہیں' جو بندہ مومن کے سینے میں منعکس ہوئیں وہ بہت منفرد ہیں ۔وہ سوائے بندہ مومن کے کسی کو میسر نہیں ہیں! وہ کرنیں' نور کی وہ بارش جو لاالٰہ اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کے دل پہ ہوئی کائنات کے کسی ذرے کو نصیب نہیں!

میلاد ساری کائنات منائے' میں کہتا ہوں ''تم بعثت مناؤ'' ...... تمہاری شناخت بعثت سے ہے' تمہارا وجود بعثت سے ہے' تمہاری ذات بعثت سے ہے' تم ہوتے کون ہو' بعث عالی کو چھوڑ دو گے' تمہاری حیثیت کیا ہے؟ کون پہچانے گا ہمیں! کون جانتا ہے ہمیں! کیا ہماری وجہ سے موسم بدل جائیں گے؟ کیا ہماری وجہ سے دھوپ میں روشنی نہیں رہے گی؟ کیا ہماری وجہ سے دریا رستہ چھوڑ دیں گے؟ ہاں! میں کہتا ہوں چھوڑ دیں گے ! اللہ کا ایک بندہ فارس کی فتح کے وقت لڑتا لڑتا لب دریا پہنچا۔ یزدگرد نے کا حکم دیا ساری کشتیاں بہا دو اور سارے پل توڑ دو جس طرح آجکل ''گلبرگ'' ہے اُسی طرح امرا کا طبقہ دریا کے دوسرے طرف بسا ہوا تھا۔ پل ٹوٹ گئے' کشتیاں بہا دی گئیں۔ صبح لشکر کو لے کر حارث بن مثنیٰ صف آراء ہیں لب دریا اور دریا طغیانی پر ہے' کناروں سے اچھل اچھل کر جا رہا ہے۔ کہتا ہے'' یا اللہ! اگر تو میں اپنی ذات کے لئے' ملک حاصل کرنے کے لئے' مال و دولت کے لئے نکلا ہوں تو ہمارا غرق دریا ہونا بہتر ہے لیکن اگر اس نور کو سینے میں سجا کر کائنات سے' تیری زمین سے' تیرے انسانوں کے دلوں سے ظلمتیں مٹانے نکلا ہوں جو نور محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے تو دریا بھی تیرے' زمین بھی تیری' اس دریا سے کہہ دے ہمیں پار جانا ہے۔'' سارے لشکر کو حکم دیا کہ دریا میں اُتر جاؤ۔ اونٹ بھی تھے' گھوڑے بھی تھے' پیدل لشکر بھی تھا' جب لشکر دریا میں اترا تو اتنا بند بندھ گیا کہ پانی اور کناروں سے باہر نکلنے لگا لیکن وہ مزے سے خراماں خراماں جا رہے تھے۔ آج بھی تاریخ میں موجود ہے کہ فارس کے سپاہی بھاگ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ دیو آمدن' دیو آمدن' دیو آمدن ...... یہ کوئی اور مخلوق آگئی ہے دوسرے کنارے پہ پہنچ کر پوچھا کہ'' کچھ کسی کا کھو تو نہیں گیا؟'' ایک سانڈنی سوار نے کہا'' جناب! میرے پالان کے ساتھ لکڑی کا ایک پیالہ ہے جو اب نہیں ہے۔'' ابھی امیر لشکر نے جواب نہیں دیا کہ پانی کی لہر آئی اور پیالہ باہر پھینک دیا۔

میں کہتا ہوں! تیرے وجود سے دریا بدل سکتے ہیں۔ تیرے وجود سے زمانے بدل سکتے ہیں' تیرے وجود سے رات کا دن ہو سکتا ہے' تیرے وجود سے بارشیں نازل ہو سکتی ہیں' تیرے وجود سے مصیبتیں ٹل سکتی ہیں لیکن تو اپنے آپ کو جان تو سہی کہ میں ہوں کیا! اگر تو خود سے واقف

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہی نہیں ہے تو پھر کیا ہوگا! اور میری تیری پہچان ہے بعثتِ محمد رسول اللہ ﷺ ۔ میں میلاد منانے کا مخالف نہیں ہوں، منع نہیں کر رہا، میلاد ہم بھی منائیں، آپ بھی مناؤ، میلاد ساری زمین منائے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے نیچے آ کے یہ ساری طاہر اور پاک ہو کہ مسجد بن گئی۔ ان اللہ تعالیٰ لعلی الارض مسجدً وطھورا ٥ کیوں نہ زمین میلاد منائے جسے یہ عظمت نصیب ہوئی! آسمان میلاد منائے، فرشتے منائیں ساری کائنات منائے لیکن تم بعثت کو یاد رکھو، بعثت مناؤ جہاں سے تم مسلمان بنے ہو!

ساری دنیا نے فلسفے دیئے، ہر بندے نے کہا میری بات مان لو، ہر فلسفے کی بنیاد ہے "میری بات مان لو"۔ آقا نامدار ﷺ نے جو فلسفہ دیا بعثتِ عالی پر اُس کی بنیاد نفی پر ہے! فرمایا سب کا انکار کردو، نہ میری مانو نہ دوسرے کی مانو، لا الہ...... کھرچ ڈالو سب کچھ، یہ نہیں کہ الم غلم جو کچھ ہے اُس پر سبز رنگ پھیرا اور اسلام آ گیا۔ نہیں، لوحِ دل کو کھرچ ڈالو، دماغ کے کونوں کو کھنگال ڈالو، ہر چیز نکال ڈالو، پھینک دو باہر، کوئی اس قابل نہیں کہ اس کی غیر مشروط اطاعت کی جائے، کوئی اس قابل نہیں کہ اُس سے نفع کی اُمید رکھی جائے، کوئی اس قابل نہیں کہ اُس سے اس بات سے ڈرا جائے کہ میرا کچھ بگاڑ لے گا۔ لا الہ...... کوئی اس قابل نہیں کہ ہم اُس کی عبادت کریں۔ سب فارغ ہو گئے، چھوڑ دیئے یہ سب، یہ چھوڑ دیئے یا رسول اللہ، سب فارغ کر دیئے۔ اب کہو لا الہ الا اللہ...... اب اللہ کو سجاؤ سینے میں۔ اس کا تعلق بعثتِ عالی سے ہے شاید اس لئے ہم نہیں مناتے کہ یہ کلمہ گلے پڑ جائے گا۔ میلاد سے برکات کی بات ہے، فضائل کی بات ہے اور آپ کے فضائل اللہ بیان فرماتا ہے، اللہ کے فرشتے بیان فرماتے ہیں، ذرہ ذرہ بیان فرماتا ہے، ہر ذرہ جو اللہ کی تسبیح کرتا ہے، محمد رسول اللہ ﷺ پہ درود بھیجتا ہے، آپ بھی بھیجو، کون منع کرتا ہے! یہاں مصیبت یہ ہے کہ جو بات سچی کہے وہ "وہابی" ہو جاتا ہے۔ میں نے دنیا میں بے شمار فرقے دیکھے ہیں۔ ہر فرقہ کہتا ہے کہ ہاں! میں ہوں۔ آپ نے بھی دیکھے ہوں گے۔ یہاں بھی ہیں، شیعہ حضرات ہیں سُنی ہیں، دیوبندی ہیں، بریلوی ہیں۔ ہر بندہ کہتا ہے کہ میں شیعہ ہوں، میں سنی ہوں، میں دیوبندی ہوں، میں بریلوی ہوں۔ یہ وہابی کا وجود مجھے دنیا میں ملا ہی نہیں کہ کوئی ایک شخص جو کہتا ہو کہ میں وہابی ہوں! سب کو دوسرے کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہے۔ آپ نے کہیں کوئی دیکھا ہے؟ میں نے زندگی میں نہیں دیکھا، سب کو دوسرے کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہے۔ یہ لفظ انگریزوں نے درآمد کیا تھا Our Indian Muslim ایک کتاب لکھی گئی ہے۔ یہ لفظ انہوں نے درآمد کیا تھا عرب سے محمد ابن عبدالوہاب کے نام سے لے کر اور جس عالمِ دین کو بدنام کرنا چاہتے تھے اُس کے ساتھ وہابی لگا دیتے۔ وہابی نام کا فرقہ تو بنا ہی نہیں۔ یہ الزام تھا جو انگریز دیتے تھے کابل میں ایک سکھ تھا جو مٹھائی بیچا کرتا تھا۔ مولوی صاحب گزرتے تو کبھی کبھی منہ میٹھا کرنے کے لئے مانگ لیتے۔ آخر وہ تھک گیا، دکاندار تھا اُس نے کہا مولانا! روز دیتا ہوں بھئی! خرید کے کھاؤ۔ مولوی صاحب نے کہا اچھا بچے! آئندہ خرید کر کھائیں گے۔ اگلی تقریر پر انہوں نے فرمایا "یہ سکھ وہابی ہے"۔ لوگوں نے مٹھائی لینا چھوڑ دی کہ وہابی ہے۔ بات وہی آئے گی کہ مولانا وہابی ہیں میں "وہابی شہابی" نہیں ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے حبیب ﷺ سے عشق دیا ہے...... اور عشقِ رسول ایسا ہے کہ حضور کے عاشق رقیبوں کا بھلا چاہتے ہیں۔ جہاں عشق کا ایک الگ ہے، اور عاشق کا سب سے بڑا دشمن "رقیب" ہوتا ہے۔ میں نے یہ بارگاہ دیکھی ہے کہ یہاں کے عاشق رقیبوں کا بھلا چاہتے ہیں! مجھے آپ سے کچھ نہیں لینا، مجھے ان سے لینا ہے جن کے تم بھی عاشق ہو، رقیب ہو میرے۔ لیکن اُن کی رضا اس میں ہے کہ میں رقیبوں کا بھلا چاہوں۔ میں اس لئے آپ کو یاد کرا رہا ہوں کہ یہ جلسہ بعثتِ رحمت عالم ﷺ اس لئے منعقد کیا جاتا ہے کہ ہم بعثتِ عالی کو بھول رہے ہیں۔ ہمارا رشتہ خاص ہے۔ ہم خاص کو چھوڑ کر عام میں کیوں جائیں!

بندہ مومن کا رشتہ خاص ہے آقا نامدار ﷺ سے، بندہ مومن کا رشتہ خاص ہے رب العالمین سے، ساری کائنات کا رشتہ اللہ رب العالمین سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے' کائنات کے ذرے ذرے کا رشتہ محمد رسول اللہ ﷺ سے ہے لیکن جو رشتہ بندہ مومن کا ہے وہ دوسرے کو نصیب نہیں ہے۔

میں صرف آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا رشتہ بعثت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہے' جس نے ہمیں مسلمان بنا دیا' جس نے ہمیں نورِ ایمان عطا کر دیا' جس نے ہمیں قران کریم عطا کر دیا' جس نے ....

ہم سخن کر دیا بندوں کو خدا سے تو نے

جس نے ہمیں وہ عظمتیں' وہ رفعتیں عطا کیں۔ فرمایا ''رب سے باتیں کرنا چاہتے ہو؟'' یا رسول اللہ اس سے بڑی بات کیا ہے۔ فرمایا ''فلیقراء القرآن'' بیٹھ کر قرآن پڑھو۔ ہم قرآن بھی پڑھتے ہیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور انسانوں کے لئے ہے' کبھی قرآن کو بھی اس طرح پڑھو کہ رب فرما رہا ہے...... اور صرف مجھے فرما رہا ہے۔ پھر دیکھو کیا مزہ ہے اس میں! کبھی اس طرح یکسو ہو کر' کائنات کو چھوڑ دو ایسے پڑھو جیسے محبوب کی چٹھی پڑھی جاتی ہے کہ مجھ سے کیا کہتا ہے۔ پھر دیکھو آپ سے باتیں کرتا ہے کہ نہیں۔ یہ سعادت کس نے بخشی ہے آپ کو؟

بعثت محمد رسول اللہ ﷺ نے۔ کیا عجیب لمحہ تھا' ایک لمحے میں کائنات کو منور کر گیا اور انسان' انسان کو الگ کر دیا' ظالم کو الگ' عادل کو الگ' کافر کو الگ' مومن کو الگ' حق کو الگ' باطل کو الگ...... اور دونوں کی راہیں جدا کر دیں۔ اللہ کو تو پرواہ نہیں ہے کہ کون کس راہ پہ جاتا ہے۔ فرمایا انا ھدینہ' السبیل لما شاکراً و اما کفوراO ہم نے راستہ واضح کر دیا' روشن سورج تمہارے درمیان طلوع کر دیا۔ اب بھی اگر تم ظلمتوں کے مسافر بننا چاہتے ہو تو یہ تمہارا انتخاب ہے۔ نہ اللہ کی عظمت میں فرق آئے گا' نہ عظمت پیغمبر ﷺ مجروح ہوگی' تو حضرات! میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میرا آپ کا تمام عالم اسلام کا رشتہ بعثت عالی سے خصوصی ہے اور ولادت باسعادت سے ساری کائنات کا عمومی تعلق ہے! آپ اُس عمومی تعلق پر نازاں ہیں! اُس میں یہ ہے کہ چونکہ اُس وقت شریعت تو نازل نہیں ہوئی تھی' آپ ڈھول بجاؤ' آپ گانا باجا کرو' آپ روشنیاں جلاؤ' دھماکے کرو' اچھلو کودو' میلاد میں تو کوئی پابندی نہیں' شریعت نازل ہی نہیں ہوئی تھی! اس لئے لوگ اُس طرف ذرا زیادہ رجحان کرتے ہیں اور بعثت عالی کی بات آئے تو ساتھ یہ لا الہ سر پر پڑتا ہے۔ اب یہ مصیبت گلے کون ڈالے اور اگر یہ مصیبت لگتی ہے تو بابِ رحمت بند ہو جائے گا۔ ڈرو اُس وقت سے!

اُس کا کیا ہے تم نہ سہی تو چاہنے والے اور بہت
ترکِ تعلق کرنے والو تم تنہا رہ جاؤ گے

اُس کی بارگاہ میں تو کوئی کمی نہیں ہے۔ اُس کے نبی ﷺ کو بھی افراد کی احتیاج نہیں ہے' جس کا کلمہ کنکر پڑھیں' جس پہ درود درخت بھیجیں' جس کو پہچانیں سنگ راہ' جس کے در پہ فرشتے پہرے دیں اور جس کے قدموں کو چوم کر زمین برکات حاصل کرے' وہاں میری تیری حیثیت کیا ہے؟ ہمارا اُسے احتیاج کیا ہے؟

اس لئے یہ سارا اجتماع اس یاد دہانی کے لئے کیا جاتا ہے کہ سارے ہی کھو گئے ہو' میلاد منانا بہت اچھی بات ہے لیکن میلاد میں کھو جانا اچھی بات نہیں ہے' اس میں بعثت عالی کو بھلا دینا اچھی بات نہیں ہے۔ بعثت عالی کو یاد کرو!

میں ایک ایسی جسارت کرنے لگا ہوں جو میرے خیال میں کسی نے نہیں کی ہے اور محققین تشریف فرما ہیں' ہر کلمہ گو اور تم سب' میں بھی اور یہ حاضرین بھی تم سب محمد رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہو! اپنے آپ کو ٹٹول کر دیکھو' اپنے چہرے پر ہاتھ لگاؤ' اپنی آنکھوں کو دیکھو' اپنی پیشانی کو'

www.naqshbandiaowaisiah.com

بازوؤں کو ...... تم بیٹے ہو محمد رسول اللہ ﷺ کے۔ اللہ نے فرمایا' وازواجہ' امھاتہ، ساری امت اس میں شامل ہے نا؟ اللہ گواہی دے رہا ہے کہ ازواج مطہرات تم سب کی مائیں ہیں تو اللہ کا حبیب تم سب کا باپ ہوا! خود اندازہ کر لو کہ درجہ اللہ نے اور اللہ کے حبیب نے ہمیں کیا دیا اور ہم کیا وفا کر رہے ہیں! میں نے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہنا......

یہ بیٹیاں ہیں محمد رسول اللہ کی' مجھے اعتراض نہیں ہے انہیں سڑکوں پہ دوڑاؤ' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ان سے حیا چھین لو' لیکن میرے ایک سوال کا جواب دے دو کہ کیا یہ بیچاری پھر کربلا میں آ گئی ہیں؟ مجھے ایک بات سمجھا دو کہ یہ جسے تم دین کے نام پر' "پاک وطن" کہتے ہو کیا پھر سرزمین کربلا ہے؟ سوچو ذرا اپنے دل کی گہرائیوں میں! اُس رب کریم نے تمہیں کون سی عظمتیں دیں ہم اپنا حلیہ دیکھیں' اپنا زمانہ اور عہد دیکھیں' اپنا کردار دیکھیں' اپنا قد کاٹھ دیکھیں'...... بھیڑیں چرانے والا کسان' مزدوری کرنے والا مزدور' کوئلے کے غبار سے اَٹا ہوا کان کن جب کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ہے' جگر گوشہ ہے! یہ شاعر اور ادیب' یہ دانشور' یہ علماء اور ان کی صف میں کھڑے ہوئے مزدور اور ان پڑھ! کیا دستِ کرم ہے کہ بلاتمیز کائنات کو نوازتا چلا جا رہا ہے' سیلاب رحمت ہے نہ پتھر کو دیکھتا ہے نہ پہاڑ کو' نہ جھاڑی کو' نہ درخت کو ہر ایک کو سیراب کرتا چلا جاتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم سب تو بیٹے ہو......

مجھے کچھ نہیں کہنا' مجھے یہ یاد دلانا ہے' اپنے نبی' اپنے رسول اپنے اُس رب سے جس نے تجھے نبی کا بیٹا قرار دیا' کیا وفا کر رہے ہو؟ میرے لئے نہیں' پیر صاحب اور مولوی صاحب کے لئے نہیں' اپنی ذمہ داری کو' اپنے آپ کو تلاش کرو' مجھے اس پہ بھی کوئی اعتراض نہیں' چھین لو حیا بچیوں سے' چھین لو لباس ان سے' انہیں تہذیب جدید سے آشنا کر دو' تہذیب جدید کے نعرہ بازو! اگر محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث نہ ہوتے' اگر ظہور اسلام نہ ہوتا تو اللہ کی قسم! میرا ایمان ہے کہ مغرب آج بھی جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہا ہوتا اور نہ انہیں لباس پہننا آتا نہ مکان بنانا آتا! یہ تو اپنے آپ کو The Whild Whild West اور یورپ والوں کو تاریخ The Cavemen لکھتی ہے۔ انہیں مکان بنانا اور انسانی لباس بنانا نہیں آتا تھا' اس سرزمین پر دیکھ لو' آج بھی فلمیں دیکھ لو، ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے سارے راجے اور مہارانیاں برہنہ ہوتے یا ان سلا لباس لپیٹا ہوتا تھا!

اس دنیا کے کسی گوشے میں تہذیب نام کی کوئی چیز ہے تو وہ محمد رسول اللہ نے سکھائی ہے!

عام آدمی کو چھوڑ دیں' بڑے بڑے مہاراجے' ارے مہاراجوں کی کیا بات ہے کرشن جی کے بت دیکھ لیں وہ بھی ان سلی چادر لپیٹے کھڑے ہیں۔ ان کے تو خداؤں کو بھی لباس پہننے کی تمیز نہیں تھی! جس مغرب پہ آپ فریفتہ ہو رہے ہیں' میں یہ مانتا ہوں کہ مغرب ترقی کر رہا ہے۔ کیوں کر رہا ہے؟ ۲۳ برس میں ۲۳ برس کیا ہوتے ہیں' بچہ سکول سے فارغ نہیں ہوتا ۲۳ برس میں! ۲۳ برس میں محمد رسول اللہ ﷺ نے ساری انسانیت کی تقدیر بدل دی' مغرب نے ان امور پہ تحقیق کی جو آپ نے انتظامی اور کاروباری، معاشی' فوجی یا لین دین کے اصول معاشرے کو دیئے وہ قانون مغرب نے جہاں جہاں اپنائے وہاں ترقی کر گئے' آپ نے چھوڑ دیئے' آپ پیچھے رہ گئے! آج بھی برطانیہ ویلفیئر سٹیٹ ہے لیکن اس نظام کو The Umar Laws کہتے ہیں۔ آج بھی "سکنڈے ناروین" ویلفیئر سٹیٹ ہے لیکن اُس سسٹم کو The Umar Laws کہتے ہیں۔ اور جہاں سے انہوں نے پیروی خیر الانام کو چھوڑا' انہوں نے کہا کہ شراب ہم پئیں گے حضور منع کرتے ہیں تو کریں' آج ان کی کشتی شراب میں ڈوب رہی ہے۔ انہوں نے عورت اور مرد کے تعلق کو آزاد رکھا' اسلام کے تابع نہیں کیا آج اپنی بچی کو وہ واپس نہیں لا سکتے' آج مجبور ہیں' آج بے بس ہیں۔ جہاں جہاں انہوں نے بھی چھوڑا وہ بھگت رہے ہیں۔ آپ کی نعمت پر بیٹھ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کر آپ کی دولت کو سمیٹ کر مغرب' مغرب بنا ہوا ہے اور جہاں جہاں سے اُس نے اسلام کا اتباع نہیں کیا' وہاں وہ اب بھی ذلیل ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ذلیل ہوگا! لیکن اُس نے بغیر ایمان کے کر کے دنیا کا پھل پایا اگر بندہ مومن ہو اور اتباعِ شریعت کرے تو دنیا و آخرت دونوں جہان اُس کے ہیں۔

میرے بھائی! مجھے کچھ نہیں کہنا' ایک بات یاد دلانی ہے کہ آپ کا رشتہ بعثتِ عالی سے ہے۔ بھولئے مت اور بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کا چرچا اتنا کرو کہ ہر بندے کو یاد دلا دو' ہر بندہ مومن کے کان میں پہنچا دو' حکمران سے لے کر عوام تک ہر ایک کو یاد دلا دو کہ تمہارا تعلق بعثتِ عالی سے ہے۔

تہذیب جدید سے میں آپ کو منع نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ تم اولادِ رسول اللہ ﷺ ہو' یہ بناتِ رسول ہیں' ایک سوال کا جواب چاہئے کہ کیا یہ پھر کربلا میں آ گئی ہیں؟ بس اتنی سی ساری تقریر ہے میری اور مجھے یہی کچھ آپ سے کہنا تھا۔

اللہ کریم ہمیں وہ درد' وہ نور' وہ جذبہ' وہ عشق عطا کر دے جو بعثتِ محمد رسول اللہ ﷺ پہ اللہ نے تقسیم فرمایا ہے۔ اللہ کریم ہمیں وہ جرات رندانہ دے دے جس نے سزاؤں کے منہ موڑ دیئے تھے۔ سزائیں تھک گئی تھیں' مجاہد نہیں تھکے تھے۔ اللہ کریم ہمیں وہ قوت رندانہ دے دے کہ دنیا تہہ و بالا ہو جائے لیکن ہم عشق محمد رسول اللہ ﷺ کا دعوی کر کے سلامت کھڑے رہیں۔ ہم کبھی اپنے آقا سے منہ نہ پھیریں۔ ہم اولاد ہونے کا حق ادا کرنے کے قابل ہو جائیں۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمینo

بعثت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بعثتِ نبوی وہ احسانِ عظیم الشان ہے
رب کا جو قرآن میں فرمانِ عالیشان ہے
اس زبوں حالی کا تم ادراک کیوں رکھتے نہیں
غیرت ملی کی مے سے جام کیوں چکھتے نہیں
کفر کی سرمایہ کاری اور دوام اسلام کو
کیوں سمجھتے تم نہیں قرآن کے پیغام کو

بعثتِ نبوی خدا کا عطیہ ہے وہ لازوال
منسلک جس سے ہے کردار و عمل کا ہر کمال
مبتلا جرم ضعیفی میں کبھی جب تم ہوئے
تب مقاماتِ رفیع ہر ہاتھ سے سب گم ہوئے
اہل اسلام اور ابلیسی سیاست کا چلن
بعثت نبوی کے دھارے حامل حفظ وامان

بعثت نبوی ہماری دولت دارین ہے
جو ہمیشہ سے ہمارے قلب و روح کا چین ہے
قوت مذہب سے مستحکم تمہاری شان تھی
سطوتِ ملت کا باعث دولت ایمان تھی
کفریہ اطوار پر چل کر منائیں گر خوشی
سنت محبوب حق سے ہے کڑی یہ سرکشی

بعثت نبوی جو پوچھے عالم اسلام سے
کیوں تری قسمت جڑی ہے بادہ آلام سے
حاصلِ مذہب فقط اللہ نبی قرآن ہے
کٹ گیا مذہب سے جو وہ لاشہ بیجان ہے
بعثتِ نبوی کو راسخ عمل وایقان میں کریں
حرزِ جاں اسکو بنالیں رنگ خوں اسمیں بھریں

کیا ہوا کیوں اس قدر تم راندۂ درگاہ ہو
اپنی عبرتناک حالت سے بھی کچھ آگاہ ہو
حکم نبوی کو کہا ہے جب سے تم نے خیر باد
غیر اسلامی عناصر دے رہے ہیں اسکی داد

ڈاکٹر صفدر علی ' گوجرہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

جلسہ بعثتِ رحمت عالم ﷺ سے

رفاہ یونیورسٹی اسلام آباد کے وائس چانسلر

ڈاکٹر انیس احمد صاحب کا خطاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

الحمد اللہ والصلوۃ والسلام علی

خاتم الانبیا

رب اشرح لی صدریo ویسرلی

امریo واحلل عقدۃ من

لسانیo یفقھوا قولیo

محترم مولانا اکرم اعوان صاحب، بزرگو! عزیزو! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، میں بے انتہا شکر گزار ہوں کہ مجھ جیسے کم مایہ شخص کو یہ اعزاز بخشا گیا کہ میں حاضر ہو سکوں اور ایک طالب علم کی حیثیت سے سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے انتہائی ایمان افروز خطبات کی سماعت کروں۔ میری حیثیت یہاں پر ایک سامع اور طالب علم کی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے عظیم ترین انعامات میں سے ایک سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ اُس نے انسانیت کو پیدا کرنے کے بعد گمراہی میں نہیں چھوڑ دیا بلکہ انسانوں کی ہدایت کے لئے قرآن حکیم کو نازل کیا۔ اور قرآن حکیم سے پہلے ہر ہر دور میں ہدایت پہنچانے کے لئے انبیا کرام کو ذریعہ بنایا۔ اس پہچان کا مطالبہ یہ ہے کہ ہدایت کو پا لینے کے بعد اُس پر نہ صرف عمل کیا جائے بلکہ اُس پر غور کرنے کے بعد یہ دیکھا جائے کہ وہ ہدایت اس دور کے مسائل کا کیا حل پیش کرتی ہے۔ اس پہچان کے ساتھ ساتھ یہ کتاب عظیم یہ بات فرماتی ہے کہ رب کریم کا یہ احسان ہے کہ اُس نے اہل ایمان میں سے اُن کے لئے ایک ایسی ہستی کو مبعوث فرمایا جو ان کو کتاب کی تعلیم دیتی ہے، اُن کا تزکیہ کرتی ہے، اُن کو حکمت سکھاتی ہے، اُن کو بتاتی ہے کہ کون کون سے طریقے ہیں جن کے بعد انسان کامیاب ہوتا ہے۔

عزیزو اور بزرگو! یہ دو ایسے احسانات ہیں جن کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے لیکن جیسے آپ نے ابھی سنا محترم حکیم صاحب، محترم علوی صاحب نے یہ بات آپ کے سامنے رکھی کہ ہم جس دور میں ہیں یہ دور ابتلا آزمائش ہے۔ اس دور ابتلاء آزمائش میں ان دو احسانات کے حوالے سے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ انتہائی سادہ الفاظ میں، بغیر زور خطابت کے میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ پہلی چیز جو قرآن کریم اور حب رسول ہمارے سامنے رکھتی ہے وہ یہ کہ صرف وہ افراد جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ اے رب! ہم تجھ پر ایمان لائے اور مستقیم ہو گئے وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کی نصرت اور امداد کی جائے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اے رب! ہم ایمان تجھ پر لاتے ہیں لیکن بات سنیں گے دوسروں کی، جھکیں گے دوسروں کے سامنے، کفرستان میں ہم بالکل مٹ جائیں گے مگر ہیں تیرے ہی بندے، اُن پہ یہ نصرت نہیں آ سکتی۔ اس لئے کہ اس دور کا مقابلہ کرنے کے لئے سب سے پہلے آپ کو یہ غور کرنا پڑے گا کہ کیا

www.naqshbandiaowaisiah.com

واقعی ہم نے اپنا رب ایک پسند کر لیا ہے یا صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ہر لمحے رب بدلتے رہتے ہیں؟۔ جس وقت ہم مسجد میں داخل ہوتے ہیں خلوص نیت سے اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اے رب کریم! آپ سے بڑا کوئی نہیں ہے' آپ اعلیٰ ہیں' آپ عظیم ہیں' آپ تمام تعریف کے مستحق ہیں اور مسجد سے نکلنے کے بعد کیا ہم اُسی رب کے بندے ہوتے ہیں یا مال کے بندے ہوتے ہیں' رسم ورواج کے بندے ہوتے ہیں' مفاد کے بندے ہوتے ہیں' برادری کے بندے ہوتے ہیں' وہ تمام چیزیں جن کو ختم کرنے کے لئے اسلام اور نبی ﷺ تشریف لائے تھے اُن میں ہر ایک کو رب بنا لیتے ہیں۔ اگر صورتحال یہی ہے تو پھر نفاق اور دو غلا طرز عمل اختیار کرنے کے بعد ہم پر امید ہیں کہ اللہ رحمت فرمائے' اللہ اُن پر رحمت فرماتا ہے جو اُس کو رب مان کر یکسو ہو جائیں' اگر ہم نے مقابلہ کرنا ہے اس دور کی یلغار کا' جو ثقافتی یلغار ہے' جو مذہب کی یلغار ہے' جو عسکری یلغار ہے' جس کا ہدف صرف اور صرف مسلمان ہیں اور کوئی نہیں ہے۔ تو سب سے پہلے آپ کو اپنے آپ کی طرف دیکھنا ہوگا کہ کیا ہم ایک رب کے بندے ہیں یا بہت سے ربوں کے بندے بنے ہوئے ہیں؟۔ دوسری بات جو ہمیں دیکھنا ہوگی وہ یہ کہ کیا ہم نے ایمان کے اُس تقاضے کو جو یہ مطالبہ کرتا ہے کہ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کو سامنے رکھتے ہوئے اُس کی جامعیت اور عملیت کو محفوظ کرتے ہوئے اپنے آپ کو اُس سے وابستہ کر لیں۔ قرآن پاک نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ ایمان باللہ اور اطاعت رسول کے بغیر کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اللہ سے جڑنا ہوگا' اللہ کے رسول کی پیروی کرنی ہوگی' یہ پیروی محض چند ظاہری اعمال میں نہیں ہوگی کہ چند کاموں کو سنت مانتے ہوئے اختیار کر لیا جائے بلکہ یہ جامعیت کے ساتھ' مکمل زندگی کے تمام معاملات میں کرنی ہوگی۔

اس عمل میں آزمائش بھی ہوگی' قربانی بھی کرنی ہوگی' مسائل کا سامنا بھی کرنا ہوگا لیکن ایمان تو نام ہی اس چیز کا ہے' مسلمان تو نام ہی اُس فرد کا ہے جو تمام راستوں کو چھوڑ کر کے' صرف ایک راستے کو اختیار کر لے۔

تیسری بات جو ہمیں دیکھنا پڑے گی وہ یہ کہ کیا اس دور کے فتنوں کا مقابلہ ہم محض اُن پر بات کر کے کر سکتے ہیں یا اُن کے لئے اپنے وسائل کو استعمال کرنا ہوگا؟ اگر آج یلغار ثقافت کی ہے تو کیا ہم نے اُس کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو اپنی ثقافت سے آگاہ کیا ہے؟ اپنی ثقافت کو اپنے بچوں تک پہنچایا ہے؟ اپنی ثقافت کے تحفظ اور دفاع کے لئے کوئی ادارے قائم کئے ہیں؟ اگر ہم نے ایسا کوئی کام نہیں کیا تو محض دوسروں کو طعنہ دیتے ہوئے' بُرا بھلا کہتے ہوئے' ہم سمجھتے ہیں کہ معاملے کا حل ہو جائے گا تو یہ ہماری بھول ہے۔ اسلام نے ایک متبادل نظام پیش کر کے اُس کو رائج کر کے دور کی جہالت کو ختم کیا تھا! جب تک اُس اُسوہ کی پیروی کرتے ہوئے' ہم اپنے ایسے ادارے قائم نہیں کریں گے جن کے ذریعے سے نئی نسل کو اسلام کی روایات سے' سنت مطہرہ سے' اُس انقلاب سے جو برپا ہوا روشناس نہ کرایا جائے اُس وقت تک ہمارا محض دشمن کے بارے میں اپنے آپ کو آگاہ کرتے ہوئے یہ کہنا کافی نہ ہوگا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ سنت اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ ظلم اور طاغوت کے خلاف اپنے آپ کو منظم کر کے اُس کے مقابلہ کے لئے عسکری کی تیاری کی جائے' قرآن یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ''اپنے گھوڑوں کو تیار رکھو''۔

سیرت پاکؐ سے مثال ملتی ہے کہ جب بھی بُرائی کو دیکھا جائے تو اس کو مٹانے کے لئے آغاز ہاتھ سے کیا جائے' محض زبان سے نہ کیا جائے اور ہاتھ سے مراد وسائل کا استعمال ہے! جب تک وسائل پیدا نہیں کئے جائیں گے' ہمارا محض برائی کو بُرائی کہہ دینا کافی نہیں ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ سیرت پاک نے جو مثال پیش کی ہے وہ نہ صرف تاریخ کے کسی خاص دور کے لئے بلکہ قیامت تک کے لئے ہے اور یہی سیرت پاک کا وہ کارنامہ ہے جسے غیر مسلم نہیں دیکھ پاتے۔ سیرت پاک نے اُن تمام پہلوؤں سے متعلق واضح کر دیا ہے جو قیامت تک کے لئے ہمیں ترقی کی راہ پر لا سکتے ہیں۔ ترقی کی بنیاد اگر کوئی ہے تو وہ سنت کی پیروی کے اندر ہے۔ لیکن ہم

www.naqshbandiaowaisiah.com

نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اسلام ایک خاص دور میں پیدا ہوا' اُس دور کی تاریخ سے اُس کا تعلق ہے' اُسے ہم بطور ایک تاریخ ہی کے پڑھاتے ہیں جبکہ اسلام وہ تحریک ہے جو کسی بھی فرد کو جو اس کو مانے خود متحرک بنانے کے بعد یہ چاہتا ہے کہ وہ دنیا کے نقشے کو تبدیل کرے۔ یہ تبدیلی کس طرح سے ہوگی؟ اس کا حل صرف اور صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ قرآن مجید کے اس ارشاد کو کہ "جو لوگ مسجدوں کے اندر جانے والوں کی خدمت کر رہے ہوں گے' جو لوگ گوشوں میں بیٹھ کر کے اللہ کو یاد کر رہے ہیں' اُن کی یہ نیکی' اُن کے یہ اچھے کام اُن کے برابر نہیں ہو سکتے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرتے ہیں' ان کے لئے بلند درجہ ہے۔" قرآن کریم نے اُس پورے کے پورے معاملے کو شفاف بنا کر کے واضح کر دیا ہے کہ جہاد جان اور مال کے ساتھ کم تر نہیں ہے بلکہ اعلیٰ و درجہ بالا جہاد ہے' یہ بلند ترین درجہ ہے جبکہ ہم کو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جو جہاد' جہاد کی باتیں کی جاتی ہیں یہ تو ماضی کی چیز ہے اب تو یہ چیز ہونی چاہئے کہ آپ کسی گوشے میں بیٹھ کر کے محض اپنی اصلاح کی طرف لگ جائیں یہ جہاد ہو جائے گا۔ قرآن حکیم نے اس پر جو دوٹوک انداز میں فیصلہ کر دیا ہے' اُس کے بعد کوئی اور رائے کسی مسلمان کی نہیں ہو سکتی۔ اگر تو راستہ ہے تو وہ یہ کہ ہمیں اپنے آپ کو ہر ہر میدان میں جہاد کے لئے تیار کرنا ہوگا۔ یہ جہاد معیشت میں بھی ہوگا' یہ جہاد عسکریت میں بھی ہوگا' یہ جہاد ثقافت میں بھی ہوگا' یہ جہاد تعلیم میں بھی ہوگا اور اس کے بعد ہی ہم سوچ سکتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نصرت اور امداد کے مستحق ہیں۔

گویا سیرت پاک کا پیغام ہمارے سامنے بڑا واضح ہے کہ اگر ہم نے اپنی قسمت کو تبدیل کرنا ہے' اگر امت مسلمہ کو دوبارہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو حاصل کرنا ہے تو اُس کا ذریعہ صرف ایک ہوگا کہ اُن تمام میدانوں میں جن میں آدم کو چیلنج درپیش ہے جہاد کی روح کے ساتھ' ایمان کے ساتھ' سنت مطہرہ کی پیروی اور اطاعت کے جذبے کے ساتھ آگے بڑھ کر کے اس کام کا آغاز کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم جو باتیں یہاں کہتے ہیں اُن کو اجتماعی طور پر نافذ کریں ہمارا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اسلام ایک انفرادی مذہب ہے جبکہ اسلام کی بنیاد اجتماعیت پر ہے! وہ یہ چاہتا ہے کہ ہر ہر معاملے میں مل کر کے' یکجان ہو کر کے اس دین کی عظمت' دین کے قیام' اور دین کی فتح بندی کے راستے پیدا کئے جائیں۔ سیرت پاک سے ہمارا تعلق بالعموم اُن الفاظ تک محدود ہو جاتا ہے جو کسی خاص واقعے پر انتہائی ادب سے استعمال کرتے ہیں' جبکہ سیرت پاک کے معاملے میں قرآن پاک نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ یہ کوئی ایسا بیان نہیں جو محض تبرکاً کر لیں بلکہ اس کا واحد پیغام یہ ہے کہ اس پر عمل کرتے ہوئے' اس کو اختیار کرتے ہوئے' وہ تبدیلی پیدا کی جائے جو معاشرے کو عادلانہ بنا دے۔ جو انسان کو ایک عظیم انسان بنا دے اور جو لوگوں کے دلوں میں ایمان کو روشن کر دے۔ گویا اس مبارک محفل سے اگر ہم صرف یہ پیغام لے کر کے جاتے ہیں کہ آج سے ہمیں اس دور کے فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے' اپنے معاشرے میں' اپنے ملک میں' اپنی بستی میں' اللہ تعالیٰ کے دین کے نفاذ کے لئے' اللہ کے رسول کی سنت کے نفاذ کے لئے کوئی نہ کوئی عملی اقدام کرنا ہے' کوئی ادارہ ایسا قائم کرنا ہے' جو ہماری پہچان بن سکے۔ یہ ادارے ہی آپ کا تحفظ کریں گے' محض اس بارے میں ہمارا گفتگو کرنا کافی نہیں ہوگا۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس مبارک محفل کو ہم سب کے لئے قبولیت کا باعث بنائے اور ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ قبولیت کے ساتھ ساتھ ہم اپنی زندگی میں اور اپنے معاشرے میں اللہ کے رسول کی محبت' اللہ کے دین کی عظمت' اور اس ملک کے حصول کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنی جان نچھاور کر سکیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو یہ توفیق دے کہ ہم اپنی زندگی میں وہ تبدیلی پیدا کر سکیں جس کے لئے اللہ نے قرآن کریم کو اللہ کے رسول پہ بھیجا۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

جلسہ بعثتِ رحمت عالم ﷺ سے

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں دعوۃ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل

ڈاکٹر خالد علوی صاحب کا

خطاب

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیمo

الحمد للّٰہ رب العالمینo

والصلوٰۃ والصلوٰۃ علیٰ رسول الکریم

وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعینo

مکرمی ومحترمی جناب مولانا محمد اکرم اعوان صاحب علماء کرام سامعین گرامی!

میرے لئے یہ انتہائی سعادت کا موقع ہے کہ میں آج ایک ایسے اجتماع میں شریک ہو رہا ہوں جسے نسبت ہے ایک ایسی شخصیت سے جو خاص موقع پر ایک استاد کی حیثیت سے ایک مربی کی حیثیت سے ایک دارالعلوم میں تشریف لایا کرتے تھے میری مراد ہے ''مولانا اللہ یار خان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ''۔

راولپنڈی کے ایک دارالعلوم میں وہ فرقہ باطلہ کے جواب اور ان کے اعتراضات کے تشفی بخش جواب مہیا کرنے کے لئے دینی مدارس کے طلبہ کی تربیت کرتے تھے۔ مجھے بطور طالب علم کے یہ شرف حاصل ہے کہ میں نے انہیں سنا' اُن سے سیکھا اور اُن کے ارشادات کو نوٹ کیا غالباً میری لائبریری میں وہ نوٹ بک اب بھی کہیں موجود ہوگی جو انہوں نے قادیانیوں اور روافض کے حوالے سے ہمیں باتیں سکھائی تھیں اور پڑھائی تھیں۔

مولانا اکرم اعوان صاحب اُس شخصیت کے روحانی سلسلے کو آگے بڑھا رہے ہیں اور میرے لئے سعادت کا موقع ہے کہ میں اس روحانی اجتماع میں حاضر ہو کر آپ سے مخاطب ہوں۔

میں جس موضوع پر آپ کی خدمت میں کچھ گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں اُس کا تعلق ہمارے عہد سے ہے۔ یہ دور جس سے ہم گزر رہے ہیں جسے عصر حاضر اور اسکے تقاضوں کے حوالے سے ہمیں بار بار سمجھایا جاتا ہے اور جن تقاضوں کے حوالے سے ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم اپنے آپ کو بدلیں' ہم دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اُپنے آپ کو ڈھالیں۔ میں اس مختصر سے وقت میں آپ سے صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس عصر حاضر کی بات کی جا رہی ہے اُس عصر حاضر کے تقاضے کیا ہیں؟ وہ عصر حاضر کیا ہے؟ اور کیا عصر حاضر میں ہم بطور مسلمان کے محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کے ساتھ وابستہ رہ سکتے ہیں کہ نہیں؟ اور کیا حضور کی شخصیت اب بھی عصر حاضر میں' دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق Relevent ہے کہ نہیں ہے؟

> **جہاد قیامت تک کیلئے جاری رہے گا نہ اِسے کسی ظالم کا ظلم ختم کر سکے گا اور نہ کسی عادل کا عدل ختم کر سکے گا۔**

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ بہت اہم نکتہ ہے جس کی بنیاد پر عالم اسلام میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص بہت ''کنفیوژن'' پیدا کیا جا رہا ہے' بہت الجھاؤ پیدا کیا جا رہا ہے۔ اور سامعین محترم! آپ سب عقیدت مند ہیں' آپ کے دل کی گہرائیوں میں اسلام اور محمد کریم ﷺ کی شخصیت جان گزیں ہے۔ آپ کو شائد متاثر نہیں کیا جا سکتا لیکن اس معاشرے کا ایک بہت بڑا حصہ ہے جس کو اس نعرے کے ذریعے سے متاثر کیا جا رہا ہے۔ ہماری نوجوان نسل ہمارے پڑھے لکھے لوگ' مغربی نظام تعلیم سے فیض حاصل کرنے والے لوگ اس نعرے سے متاثر ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سلسلے میں بہت واضح فکر رکھنی چاہئے اور نہ صرف یہ کہ اس فکر کو رکھنا چاہئے بلکہ اسے آگے پہنچانا چاہئے۔

عصر حاضر جس کے بارے اقبالؒ کہتے ہیں

زندگانی عصر ما بما چہ کرد؟
عصر ما بما زما بیگانہ کرد

تمہیں پتہ ہے کہ دورِ حاضر نے ہمارے ساتھ کیا ہاتھ کیا ہے' دورِ حاضر نے ہمیں ہم سے بیگانہ کر دیا ہے ہمیں ہماری ذات سے الگ کر دیا ہے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر ایک اور بات کہتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے ہاں فارسی زبان کا علم کم ہو گیا ہے لہذا اقبالؒ کا فہم بھی کم ہو گیا ہے۔ اقبالؒ کہتا ہے۔

من درون شیشہ ہائے عصر حاضر دیدہ ام
آں چناں ظاہر کہ از بہے مارا در پے شدہ

میں نے دورِ حاضر کی بوتلوں میں وہ زہر دیکھا ہے کہ جس سے زہریلے سانپ بھی پیچ وتاب کھا رہے ہیں۔

سامعین محترم! عصر حاضر نے جس سے مراد ''مغرب'' عصر حاضر اور کچھ نہیں ہے' عصر حاضر مغربی تہذیب کا استعارہ ہے' عصر حاضر مغرب کی اکثریت مغرب کی معاشرتی قدریں' مغرب کا فکری نظام اُس کے غلبے کا استعارہ ہے! لہذا عصر حاضر مغرب کے ذریعے سے جو کچھ متعارف کرانا چاہتا ہے اُس کی فکری بنیادوں میں تین اساسی چیزیں ہیں۔

> **میں نے دورِ حاضر کی بوتلوں میں وہ زہر دیکھا ہے کہ جس سے زہریلے سانپ بھی پیچ وتاب کھا رہے ہیں۔**

پہلی بات' ہمیں کہا جاتا ہے کہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالو عصر حاضر کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ ''وحی'' کوئی چیز نہیں ہے۔ عصر حاضر کا پہلا تقاضا ہے کہ معاملات کو خدا کے سپرد کرنے کی بجائے انسان کے سپرد کرو۔ یہ دنیا Human cented ہے' God cented نہیں ہے' انسان ہی اس کائنات کی ہر شے ہے لہذا کائنات کی ہر سرگرمی انسان ہی کے حوالے سے ہے اور انسان بدلتا ہے تو ہر چیز بدلے گی۔ اگر خدائی راہنمائی نہیں ہے تو رسالت "Irrel" ہے۔ رسالت کا کوئی تعلق نہیں' رسول کی رہنمائی کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ رسول تاریخ کے ایک خاص موڑ پہ آیا!

ابھی حکیم صاحب رحمتہ اللعالمینی کا تذکرہ کر رہے تھے لیکن یہ رحمت اللعالمینی تعریف کے ایک خاص نکتے سے ضوفشاں ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ آج بھی روحانی طور پر ہمارے ہاں موجود ہیں' آپ کی نبوت موجود ہے' آپ کی رسالت موجود ہے' آپ کا پیغام موجود ہے' آپ کا روحانی فیض موجود ہے' آپ کی روحانی تاثیر موجود ہے۔

وہ آئے کب کے' گئے بھی کب گئے نظر میں اب تک سما رہے ہیں
وہ چل رہے ہیں، یہ پھر رہے ہیں، وہ آ رہے ہیں یہ جا رہے ہیں

اور دیکھو! تم نے اگر محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا ہے تو آؤ میں لے چلتا ہوں تمہیں' دیکھو انہیں' دیکھو انہیں بخاری کے اوراق میں دیکھو' دیکھو انہیں مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے دیکھو' دیکھو انہیں صحابہ سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھو' دیکھو انہیں نماز پڑھاتے ہوئے دیکھو' بدر و حنین میں قیادت کرتے ہوئے دیکھو! لیکن بات جیسا کہ مولانا فرما رہے ہیں دیکھنے کی ہے' دیکھو تو سہی' ہمیں یہ سبق پڑھایا جا رہا ہے کہ نہیں' وحی Relivent نہیں ہے' حضورؐ پرانے زمانے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کے تھے' حضور کی لائی ہوئی قدریں' دقیانوسی ہیں' اب نیا دور ہے' نئے دور کے تقاضے ہیں' نئے دور کے تقاضوں کی بات کرو۔

سامعین! عصر حاضر دوسری بات' ہمیں یہ بتاتا ہے کہ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے' بندے اور خدا کا تعلق ہے۔ مذہب کا کیا تعلق ہے عدالت سے؟ مذہب کا کیا تعلق ہے ریاست سے؟ مذہب کا کیا تعلق ہے اجتماعیت سے؟ اس کو ختم کر دو۔ عصر حاضر اسلام کو دین کے مرتبے سے نیچا رکھ کر' مذہب کے مرتبے پر رکھ کر' بدھ مت' عیسائیت اور ہندومت کے برابر رکھنا چاہتا ہے! اب یہ جو ہمیں رواداری سکھائی جا رہی ہے' اس رواداری کا مطلب یہ ہے کہ اسلام بھی ایسا ہی مذہب ہے جیسے ہندومت ہے' جیسے بدھ مت ہے' جیسے عیسائیت ہے اور جو کچھ اُن کے ساتھ ہوا ہے وہی تم اسلام کے ساتھ کرو۔ نہیں' ہم اسلام کے ساتھ یہ کرنے کو تیار نہیں' یہ ہوگا تو پھر یاد رکھو! قرآن مجید نے ایک وارننگ دی ہے۔ ایک تنبیہ کی ہے۔ عصر حاضر ہمیں یہ کہتا ہے کہ جہاد کو چھوڑ دو۔ جہاد انتہا پسندی ہے۔ جب سوویت یونین کو شکست دینی تھی تو مجاہدین مقدس تھے' آج مجاہدین نہیں' آج جہادی ہیں' اب دہشت گرد ہو گئے ہیں' اب جہادی کلچر ہے اور جہادی کلچر کو ختم کرو۔ اس ملک کا انگریزی پریس' جناب عطا الرحمٰن صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ اردو پریس کے نمائندے ہیں' اس ملک کا انگریزی پریس اس ملک میں "ارتداد" پھیلانے کا سب سے بڑا فتنہ ہے! جہادی کلچر کے نام سے' جہاد کے انسٹی ٹیوشن کو بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ کہتے ہیں جہاد کو ختم کرو' محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "جہاد قیامت تک کے لئے جاری رہے گا نہ اسے کسی ظالم کا ظلم ختم کر سکے گا اور نہ کسی عادل کا عدل ختم کر سکے گا"

> **تمہیں پتہ ہے کہ دور حاضر نے ہمارے ساتھ کیا ہاتھ کیا۔ دور حاضر نے ہمیں ہم سے بیگانہ کر دیا۔ ہمیں ہماری ذات سے الگ کر دیا۔**

سامعین محترم! خالق کائنات نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا یا ایھا الذین امنو ملکم اذاقیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض o ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل o

ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے' تمہیں جب اللہ کی راہ میں نکلنے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم زمین سے چپکے پڑے ہو' کیا تم اس دنیا کی زندگی پر ریجھ گئے ہو اور کیا تم نے آخرت کو نظر انداز کر دیا ہے...... اور کہا الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیر کم ولاتنفروہ' شیاء۔ سنو! کہ تم اگر اُس کی راہ میں نہیں نکلو گے تو وہ تمہاری جگہ پہ نئے لوگ لے آئے گا۔ وہ اس پر قادر ہے...... وہ اس پر قادر ہے اور وہ کہتا ہے...... ہم اس پر قادر ہیں کہ تمہاری جگہ اور لے آئیں بدل دیں ان کو اور پھر تم محروم ہو جاؤ گے' تم اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ اس لئے سامعین محترم! عصر حاضر ہمیں یہ کہتا ہے کہ جہاد کو چھوڑ دو...... عصر حاضر ہمیں ایک اور بات کہتا ہے۔ عصر حاضر کہتا ہے کہ دنیا میں کوئی شے مستقل نہیں ہے ہر شے تغیر پذیر ہے اور جب ہر شے تغیر پذیر ہے تو اخلاقی قدریں بھی تغیر پذیر ہیں' جب اخلاقی قدریں تغیر پذیر ہیں تو اب حیاء کی ضرورت نہیں ہے' جب اخلاقی قدریں تغیر پذیر ہیں تو غیرت کی ضرورت نہیں ہے!

اقبال کہہ گیا تھا

غیرت ہے بری چیز جہاں تگ دور میں
پہناتی ہے درویش کو تاج سردارا

عصرِ حاضر ہمیں یہ سبق پڑھا رہا ہے کہ تم اخلاقی قدروں کو ساتھ لے کر بیٹھے ہو۔ اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "ہر قوم کا اور ہر دین کا ایک اخلاقی معیار ہے' ہر قوم کی اور ہر دین کی ایک اخلاقی پہچان ہے...... اور فرمایا' اسے "صحاح" کی کسی کتاب میں دیکھ لو فرمایا لکل دین خلق وخلق الاسلام الحیاء او کما قال رسول اللہ ﷺ ہر قوم کا ایک خلق ہے' اُس کی اخلاقی پہچان ہے اور اسلام کی اخلاقی پہچان حیاء ہے۔ عصر حاضر ہم سے ہماری حیا چھیننا چاہتا ہے' عصر حاضر عورت کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

Impowerment کے خوبصورت نعروں کے ذریعے سے ہماری عورت کو بے حیا بنانا چاہتا ہے' اُسے رسوا کرنا چاہتا ہے' اُسے عریاں کرنا چاہتا ہے' اُسے دنیا کے اندر تماشا بنانا چاہتا ہے...... اور یہ ابھی گوجرانوالہ میں جو ''میراتھن'' ہوا تھا! یہ تو بھلا ہو اُس کا' اللہ کے اس بندے کا ''قاضی حمید اللہ صاحب'' کہ اُس نے زخمی ہو کر اس کے راستے میں تھوڑی سی رکاوٹ پیدا کر دی' ورنہ اس بات کا امکان تھا' اس ملک کا سب سے بڑا آدمی یہ کہتا ہے کہ عورتیں اگر نیکر پہن کر چلتی ہیں تو تم مت دیکھو نا انہیں' تم اپنی آنکھوں کو بند کر لو' تم حیا کر لو' ہمیں حیا کا سبق دیتا ہے لیکن بے حیائی کو عام کرنے کے طریقے کو عام کرتا ہے! مولانا کہہ رہے ہیں۔

گلی سے سب کوئی کہتا ہے رکھ نیچی نگاہ اپنی
کوئی اُن سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

سامعین محترم! عصر حاضر ہمیں یہ کہتا ہے کہ فرد کی آزادی بنیادی بات ہے' فرد کی کیسی آزادی؟ مادر' پدر آزادی؟ کیسی آزادی...... جس آزادی کا ایک نمونہ وہ ہمیں...... اس لئے کہ دنیا کی واحد سپر پاور دنیا کو ہر چیز سکھا رہی ہے' وہ ہمیں اسلام بھی سکھا رہی ہے! اور وہاں وہ کسی مسجد میں نہیں' کسی ہال میں نہیں' وہاں ایک چرچ میں عورت کی امامت کے ذریعے سے اسلام کا نیا ایڈیشن دینا چاہتی ہے!

سامعین محترم! عصر حاضر ہمیں ایک نئی شکل' نئی صورت دینا چاہتا ہے' میں آپ کی خدمت میں (جو چند منٹ میرے پاس باقی ہیں) میں آپ کو بارگاہ رسالت میں لے جانا چاہتا ہوں۔ آپ ذرا اپنے چشم تصور کو وا کریں اور پہنچیں مسجد نبوی میں اور دیکھیں' اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھیں' اپنا وہ دل جو اللہ کے ذکر سے صاف ہے' اگر وہ اللہ کے ذکر سے صاف ہے تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اس مجلس کو محسوس کر سکے گا؟ آپ اُس مجلس کو دیکھ سکیں گے۔

محمد رسول اللہ ﷺ آج بھی روحانی طور پر ہمارے ہاں موجود ہیں' آپ کی نبوت موجود ہے' آپ کی رسالت موجود ہے' آپ کا پیغام موجود ہے' آپ کا روحانی فیض موجود ہے' آپ کی روحانی تاثیر موجود ہے۔

صحابہ کرام بیٹھے ہیں' محمد کریم علیہ الصلوۃ والسلام جلوہ فرما ہیں' بات ہوتی ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے' ہم آپ کے ماننے والے' آپ کے بعد کیا کریں گے؟ آپ موجود ہیں تو ہم آپ کے پاس آ جاتے ہیں' یا رسول اللہ ﷺ یہ ہو گیا' بتایئے کیا کریں' یا رسول اللہ ﷺ یہ غلطی ہو گئی رہنمائی فرمایئے آپ کے بعد کیا کریں گے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' لب کشا ہوئے فرمایا ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ' دیکھو! گھبرانے کی کیا بات ہے' ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے میرے رب نے تو پہلے کہہ دیا ہے محمد رسول اللہ ﷺ...... محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اس سے پہلے بھی رسول آئے وہ چلے گئے' میں بھی چلا جاؤں گا کیا تم اس کے بعد الٹے پھر جاؤ گے اور یاد رکھو! جو الٹا پھرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا!

اور مزاج شناس رسول ﷺ وہ ذات گرامی جن کے قلب اطہر پر محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی پہلی کرن پھیلی' ابوبکر صدیقؓ انہوں نے آپ کی وفات پر عمر ابن خطابؓ کو جھنجھوڑتے ہوئے یہ بات کہی' خطاب کرتے ہوئے سب لوگوں کو کہا! ''جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کی پرستش کرتا تھا اُسے پتہ چلنا چاہئے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ زندہ ہے اُس پر کبھی موت طاری نہ ہو گی! اور پھر فرمایا دیکھو! یہ اللہ کی کتاب تمہارے پاس موجود ہے جو شخص اللہ کی اس کتاب کی پیروی کرے گا' اس کو مانے گا' نہ وہ دنیا میں گمراہ ہو گا اور نہ وہ آخرت میں بدنصیب ہو گا''۔

سامعین محترم! حضرت جابرؓ حضور ﷺ کے چہیتے' لاڈے صحابی روایت کرتے ہیں ایک منظر' اس منظر کو دو مختلف روایتوں میں (حضرت مولانا تشریف فرما ہیں جو مجھ سے زیادہ حدیث کے علم' ماخذ اور مصادر کو جانتے ہیں) ایک روایت ہے جسے امام احمد نے مسند میں اور بیہقی

www.naqshbandiaowaisiah.com

نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے اور دوسری روایت ہے جسے دارمی نے نقل کیا ہے اور دونوں کے راوی جابر ابن عبداللہ ہیں۔ منظر کیا ہے؟

منظر یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو توریت کے بعض اوراق ملے۔ وہ توریت کے یہ اوراق ہاتھ میں پکڑے ہوئے بارگاہ رسالت میں آ گئے۔ عمرؓ کی شخصیت ایک بڑی مبرم اور بڑی واضح اور بڑی ظاہر بہر شخصیت ہے۔ وہ بات کرتے ہوئے جھجکتے نہیں تھے' بلکہ صلح حدیبیہ پر جب وہ بڑی اونچی اونچی بات کر رہے تھے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ ان کا دامن پکڑ رہے تھے کہ صبر کرو' صبر کرو' کیا کہہ رہے ہو' تم بارگاہ رسالت سے مخاطب ہو۔ یہ ظاہر بہر شخصیت بارگاہ رسالت ﷺ میں توریت کے اوراق لے کر آئی کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں یہ توریت کے اوراق نہ پڑھوں۔ میں دارمی کی روایت کرتا ہوں۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ توریت اوراق ہیں' یہ توریت کا نسخہ ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے توریت کے اس نسخہ میں سے پڑھنا شروع کیا۔

حضرت عمرؓ یہ اوراق پڑھ رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو رہا ہے۔ پھر ابو بکرؓ ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ فرمانے لگے ''تجھے رونے والی روئیں' تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ نہیں دیکھتا' دیکھتا نہیں ہے کہ حضورؐ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا''۔ حضرت عمرؓ نے حضور اکرم ﷺ کے چہرہ اطہر کی طرف دیکھا اور یہ اُس شخصیت کا ظہور ہے' یہ عمرؓ کی محبت ہے' یہ آپؐ کے ساتھ اُن کا تعلق ہے کہ جونہی حضورؐ کے چہرہ انور پر تغیر کے آثار دیکھے تو فوراً طبیعت کے اندر تبدیلی آئی اور کہا ''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' اللہ کے غضب سے اور رسول اللہؐ کے غضب سے۔ اور پھر جملہ کہا' جو میں سمجھتا ہوں امت مسلمہ کا یہ نعرہ ہونا چاہئے' ہر نوجوان' ہر بوڑھے ہر مرد اور ہر عورت کی زبان ''ہم اس بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے' اسلام ہمارا دین ہے اور محمد ﷺ ہمارے نبی اور رسول ہیں''۔

حضرت عمرؓ کی یہ بات حضورؐ کے کانوں میں پڑی تو آپؐ نے ایک جملہ فرمایا۔ سامعین محترم! یہ جملہ میں آپ سے شیئر کرنا چاہتا ہوں اور یہ جواب ہے عصر حاضر کا۔ میں آپ کو بارگاہ رسالتؐ میں لے گیا ہوں تاکہ آپ بارگاہ رسالت سے خود جواب لیں' عصر حاضر کے چیلنجوں کا اور عصر حاضر کے تقاضوں کا۔ فرمایا ''مجھے قسم ہے اُس پروردگار کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے۔ کہ اگر موسیٰ بھی اس وقت آ جائیں تو ان کے لئے بھی میری شریعت پر عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔'' (ترجمہ)

سامعین محترم! ایک طرف اسلامی تعلیمات کا یہ حال ہے کہ کوئی نبی بھی آسمان سے اُتر آئے تو اُسے شریعت محمدیؐ کی پیروی کے سوا کوئی چارہ نہیں اور دوسری طرف روشن خیالی کی آڑ میں ہمیں اُن قوموں کی پیروی کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے جن کے پاس اپنے انبیاء تک کی تعلیمات موجود نہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(نوٹ۔ ریکارڈنگ کی خرابی کے باعث خطاب مکمل اور کما حقہٗ شائع نہ ہو سکا۔ اس کے لئے ادارہ فاضل مقرر اور قارئین سے معذرت خواہ ہے۔)

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انا للہ وانا الیہ راجعون

1- ڈاکٹر اصغر علی رانا صاحب بیرسٹر (سپریم کورٹ) کے چچا اور سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی محمد اکرم صاحب وفات پا گئے ہیں۔

2- ضلع اٹک میں الاخوان کے صدر ملک صفدر صاحب کے ماموں وسُسر وفات پا گئے ہیں۔

3- اٹک سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی ملک امیر حیدر صاحب کے بہنوئی اور اٹک ہی سے محمد ایوب صاحب کے بہنوئی خالقِ حقیقی سے جا ملے ہیں۔

4- کوئٹہ سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی منیر صاحب کے والد گرامی وفات پا گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

جلسہ بعثت رحمت عالم ﷺ سے

حکیم سید محمود احمد سرو سہانپوری کا خطاب

تعارف: آپ بے بدل شاعر، باعمل عالم دین، شعلہ بیان مقرر اور ایک دردمند طبیب کی حیثیت سے ملک اور بیرون ملک جانے جاتے ہیں۔ عشق رسالت مآب ﷺ آپ کا خاص موضوع ہے اور علمی، ادبی اور طبی خدمات تقریباً نصف صدی پر محیط ہیں۔

الحمد للّٰہ رب العالمین o

والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

وخاتم النبین وعلی آلہٖ واصحابہٖ

اجمعین۔

اما بعد

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیمo

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وما ارسلنک الا رحمتہ للعلمینo

محترم امیر محمد اکرم اعوان صاحب اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے، میرے دیگر بزرگ دوستوں، بھائیوں اور عزیزوں، میں اپنے لئے اس بات کو بڑی سعادت سمجھتا ہوں کہ نبی ﷺ کی سیرت طیبہ پر کچھ عرض کرنے کا موقع اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمایا اور ان لوگوں کا بھی شکرگزار ہوں جنہوں نے یہ موقع مہیا کرنے میں میرا انتخاب کیا، مجھے بلایا اور یہ عزت بخشی، میرے تعارف میں چونکہ یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ میں نعت کا شاعر ہوں، لہذا میں بات کا آغاز نبی ﷺ کی نعت سے ہی کرتا ہوں کہ

وہ آگئے ہیں تو زندگی کا نظام آسان ہو گیا ہے\
انہی کے صدقے میں آدمی آپ اپنی پہچان ہو گیا ہے\
جوان کی سیرت میں ڈھل گیا ہے دلیل و برہان ہو گیا ہے\
علی و عثمان بن گیا ہے، بلال و سلیمان ہو گیا ہے\
برس گئے ہیں وہ زندگی پر حقیقتوں کا سحاب بن کر\
ہم اپنی ہستی سمجھ گئے ہیں خدا کا عرفان ہو گیا ہے\
جوان سے منسوب ہو گئی ہے وہ بات ایمان بن گئی ہے\
جوان کے ہونٹوں پہ آ گیا ہے وہ لفظ قرآن ہو گیا ہے\
ہر آدمی ان کے واسطے سے زمین پر محترم ہوا ہے\
وہ ایک بندہ جو لامکاں میں خدا کا مہمان ہو گیا ہے\
پرستش و بندگی کی باتیں تو لوگ پہلے بھی کر رہے تھے\
وہ آگئے ہیں تو باہمی پیار جزو ایمان ہو گیا ہے\
میں ان کے دامن میں آ گیا ہوں جو شافع روز حشر بھی ہیں\
یہ سرو میری جو مغفرت کا عجیب سامان ہو گیا ہے

نعت سے میں نے آغاز کیا ہے اور احترام نبی ﷺ کے توصیف میں تعریف میں اور نعت میں، اللہ کریم نے جو قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ آپ سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا دامن اتنا پھیلا ہوا ہے کہ ایک مختصر سے خطاب میں تو کیا، اس مختصر زندگی میں بھی اس کا جائزہ نہیں لیا جا سکتا۔ لہذا میں بات کا یہاں سے آغاز کرتا ہوں اور یہی بات مجھے سب سے زیادہ اس لئے اچھی لگتی ہے کہ یہ بات کسی نے بھی نہیں کی۔

سٹیج سیکرٹری صاحب فرما رہے تھے کہ ''وہ آئے تو اللہ کا عرفان اور اللہ کی پہچان ہوئی''۔ اللہ کو لوگ جانتے بھی تھے اور اللہ کو لوگ پہچانتے بھی تھے۔ اگر اللہ کو جانتے اور پہچانتے نہ ہوتے تو مشرکین کی عبادت گاہ کا نام ''بیت اللہ'' نہ ہوتا، بیت عزیٰ ہوتا، بیتِ لات ہوتا، اُس کا نام تو بیت اللہ تھا تو اللہ کو جانتے تھے اور اللہ کے نام کا کھاتے تھے اور گاتے شیطان کے نام کا تھے۔ تعریفیں شیطان کی ہوتی تھیں اور مال اور چندہ اللہ کے نام کا کھایا جاتا تھا تو لہذا وہ اللہ کو پہچانتے تھے۔

یہ یہودی اللہ کو پہچانتے تھے، موسیٰ کی رسالت پر ایمان رکھتے تھے یہ عیسائی بھی اللہ کو پہچانتے تھے اور جانتے تھے۔ قرآن کہتا ہے یا هل الکتب تعالوالی کلمتہٖ سواءٍ بیننا

www.naqshbandiaowaisiah.com

وبینکمo آؤ اہل کتاب اُس کلمے پر اکٹھے ہو جائیں جو تمہارے ہمارے درمیان مشترک ہے۔ ہم دوسروں کو رب بنانا چھوڑ دیں۔ تو اللہ کو تو پہچاننے والے موجود تھے' سارے ہی پہچانتے تھے' اور جب کوئی سخت گھڑی آتی تھی تو وہ سارے غیر اللہ جن کے نام پر قربانیاں دی جا رہی تھیں اور جن کے ناموں کے نعرے لگائے جا رہے تھے اور جب پتہ چلتا تھا کہ اب یہ نہیں چھڑا سکتے تو وہ 360 بتوں کو سجدہ کرنے والے بھی صرف ''اللہ'' ہی کو پکارتے تھے۔

اب رہا کہ لشکر سے چھڑانے کا کوئی کام' کعبے میں رہنے والے 360 بت نہ کر سکے' حضرت عبدالمطلب کو کہنا پڑا ہر شریف آدمی اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے' اللہ ہم تیرے گھر کی حفاظت کرنے کے قابل نہیں' ہم تو جا رہے ہیں تو جانے اور تیرے گھر کے دشمن جانیں۔

تو اختصار کے ساتھ بات کی ہے کہ جناب! اللہ تو تھا اور اللہ کی پہچان بھی رکھتے تھے' اللہ کو جانتے بھی تھے' اُس کی قدرتوں سے واقف بھی تھے لیکن نفس نے دھوکے میں بتلا کر رکھا تھا اور اصل بات یہ ہے کہ ابتدا ہی سے' صورت حال یہ رہی ہے' چاہے اُس کے نام کچھ بھی ہوں چاہے اُس کی شکلیں کچھ بھی ہوں کہ کچھ لوگوں کا گٹھ جوڑ رہا ہے' کچھ لوگوں نے مذہبی پیشوائیت کے منصب پہ بیٹھ کے اپنے آپ کی پوجا کرائی ہے' کہیں کوئی فرعون بنا ہے کہ فلاں دیوتا کا بیٹا ہے' کہیں کوئی نمرود بنا ہے کہیں کوئی سورج بنتی بنا ہے کہ اُسے بھگوان اور پرماتما نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ بادشاہی کرے اور اس غیر تحریری معاہدے کے نتیجے میں اللہ موجود تھا لیکن اللہ کا بندہ انسان کہیں موجود نہیں تھا۔ اُس کی کوئی پہچان نہیں تھی۔ لوگ برادریوں کو پہچانتے تھے' خاندانوں کو پہچانتے تھے' نسلوں کو پہچانتے تھے' رنگوں کو پہچانتے تھے' علاقوں کو پہچانتے تھے اور یہی

ابتدا ہی سے صورتحال یہ رہی ہے چاہے اُس کے نام کچھ بھی ہوں' چاہے اُس کی شکلیں کچھ بھی ہوں کہ کچھ لوگوں کا گٹھ جوڑ رہا ہے' کچھ لوگوں نے مذہبی پیشوائیت کے منصب پہ بیٹھ کے اپنے آپ کی پوجا کرائی ہے۔

پہچان تھی۔ یونانی' یونانی کو تو انسان سمجھتا تھا' رومی' رومی کو آدمی قرار دیتا تھا لیکن افریقن اُس کی نگاہ میں آدمی نہیں تھا اگر افریقن آدمی ہوتا تو رومیوں کے اکھاڑے میں' ان کے تہواروں کے دن بھوکے شیروں سے نہتے افریقیوں کو نہ لڑایا جاتا' یونانیوں کو لڑایا جاتا! اس لئے کہ ان کی نگاہوں میں انسان صرف یونانی اور رومی تھا' کالا حبشی نہیں تھا' نیوبا کا رہنے والا نہیں تھا' غیر یونانی نہیں تھا اگر مکے کے رہنے والے قریش کے سوا کسی اور کو آدمی سمجھتے تو دوسرے قبیلوں سے پکڑے ہوئے انسانوں کی گردنیں کاٹ کے' پتھروں پہ رکھ کر نیزہ بازی کی مشق نہ کی جاتی! یہ آدمی گم تھا یہ کہیں نہیں تھا' اسے کوئی نہیں پہچانتا تھا' اس کی کوئی نہیں سنتا تھا۔ وہ صرف اپنے آپ کو پہچانتے تھے اپنے رنگ کی بنیاد پر!

تو اللہ نے جنہیں رحمت بنا کے بھیجا' میں تو کہتا ہوں کہ انہوں نے انسان کی پہچان کرائی ہے انسان جو گم ہو گیا تھا اُس کو بھی دعوت ہے یا **یا ایھالناس اتقوربکم الذی خلقکم من نفسٍ واحدةٍ و خلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً**o

اُس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں ایک فرد سے پیدا کیا ہے اور اللہ اُس کا جوڑا بھی کسی دوسرے جزیرے سے نہیں لایا' تمہاری ماں بھی کسی اور نسل سے نہیں آئی' خود آدم ہی کے وجود کے اندر سے نکالی گئی! اور وہ تقسیم جوازل میں ہوئی کہ آدم کو دو حصوں میں بانٹا گیا اُس کو نکاح کی صورت میں پھر اکٹھا کر کے اللہ نے وجود کو اکٹھا کیا ہے اور یہ سارے مرد وعورت جو پھیلائے ہیں اللہ نے اُسی ایک جوڑے سے پھیلائے ہیں۔ یہ آدمی برآمد کیا جا رہا ہے' یہ آدمی نکالا جا رہا ہے' یہ آدمی تلاش کیا جا رہا ہے اور یہ صرف فلسفہ نہیں ہے یہ وقوعہ ہے۔ محمد ﷺ کی رحمت جب بٹتی ہے تو ان کے دربار میں اگر بنو عدی کا سردار عمر ابن خطابؓ بلال حبشی کا نام لیتا ہے تو سیدنا بلال حبشی کہے بغیر نہیں لیتا!

کل تک یہ سیدنا بلال حبشی نہیں تھا' کل یہ اُمیہ کا غلام تھا جو ریگستان کے اس تپتے ہوئے صحرا میں' گلے میں رسی ڈال کے گھسیٹا جا رہا تھا اور اُس کی احدٌ احدٌ کی آواز بند نہیں ہوتی تھی۔ لوہے کے چمٹے تپا تپا کے اُس کی پیشانی پر داغ دیئے جاتے تھے ایک بار اُن کی پیٹھ ننگی ہو گئی لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا ''ایک بار مکے والوں نے پکڑ لیا تھا اور دہکتے ہوئے انگاروں پہ لٹا دیا تھا میری چربی سے انگارے ٹھنڈے ہوئے'' کیا جرم تھا؟ جرم یہی تھا کہ وہ اُس انسانیت نواز نظام پر ایمان لے آیا تھا جو رحمت اللعالمین کے ذریعے اللہ نے اُتارا۔ تو اُن کے دربار میں بلال حبشی بھی ہیں' صاحب رومی بھی ہیں' یاسر بھی ہیں عمار بھی ہیں' لونڈی اور غلام بھی ہیں' سردار اور سالار بھی ہیں ہر ایک موجود ہے اور کسی کے درمیان کوئی تمیز رنگ و نسل نہیں ہے۔ محمد ﷺ کی سب سے بڑی صفت کاملہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے لائے ہوئے کسی قانون کا آغاز یہ کہہ کے نہیں کیا کہ ''قبول کرو' میں دیکھتا ہوں'' بلکہ یہ کہہ کے کیا ہے کہ ''میں کرتا ہوں تم دیکھو کیسے کرتا ہوں''۔ یہ نماز کیسے بن گئی؟ آج آپ کسی مفتی سے پوچھیں' مولوی سے پوچھیں' عالم سے پوچھیں آپ کو نماز کا طریقہ سمجھا دے گا۔ بھئی! عصر نو کو کہو کہ ہاتھ یہاں باندھو! اُس پر تو لڑائیاں اور جھگڑے ہو جاتے ہیں کہ کہاں باندھو! اُن کے جو اُس رسول اتحاد کے ماننے والے ہیں کہ جس نے کالے اور گورے کو اکٹھا کر دیا' جس نے عرب و عجم کو اکٹھا کر دیا' سو اُس کو ماننے والے اُسی کے نام پر ایک دوسرے کا سر پھوڑ دیتے ہیں۔ جملہ معترضہ تھا مگر آ گیا تو یہ بھی سن لیجئے میرے اللہ نے میرے نبی ﷺ کی زندگی کے ہر عمل کو محفوظ کر دیا ہے اور امت مسلمہ کا ایک نہ ایک طبقہ ایسا موجود ہے جو آپ ﷺ کی کسی نہ کسی عمل اور کسی نہ کسی سنت کو زندہ کئے بیٹھا ہے' چاہے وہ ہاتھ یہاں

محمد ﷺ کی رحمت جب بٹتی ہے تو اُن کے دربار میں اگر بنو عدی کا سردار عمر ابن خطابؓ بلال حبشی کا نام لیتا ہے تو سیدنا بلال حبشی کہے بغیر نہیں لیتا۔

باندھتا ہے' یہاں باندھتا ہے یا یہاں باندھتا ہے! اس لئے کہ یہ سب کچھ موجود ہے اور یہاں یہ بات بھی سن لیجئے کہ سوچتا ہوں اور اُن کے حوالے سے ساری امت سے پوچھتا ہوں ''یہ جتنی روایات احادیث میں آتی ہیں اُن سب کے راوی صحابہؓ ہیں یا نہیں؟ یا عبداللہ ابن عمر ہیں یا عبداللہ ابن مسعود ہیں یا عبداللہ ابن عباس ہیں اُن سے ہی روایت ہے کہ یہاں ہاتھ باندھے' اُن ہی سے روایت ہے کہ ہاتھ یہاں باندھے' اُن ہی سے روایت ہے کہ نہیں باندھے' ہر ادا کی پیروی ہو رہی ہے اور اُس کے ساتھ مجھے ایک بات بتا دیں کہ یہ سارے نماز ایک جگہ پڑھتے تھے یا علیحدہ علیحدہ پڑھتے تھے؟...... ایک مسجد میں بیٹھتے تھے یا ہر ایک کی مسجد علیحدہ تھی؟...... ایک ہی مسجد میں سب پڑھتے تھے اور ایک ہی امام کے پیچھے سب پڑھتے تھے۔ امام تو ظاہر ہے ایک ہی طریقے سے پڑھاتا ہوگا! اور یہ نہیں ہو سکتا کہ اطاعت امیر نہ ہو' پیچھے کوئی اپنے طور پر پڑھ لے یا بعد میں جا کے اپنی دہرا لے تو مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کی سنت ساجدہ سے اختلاف کی گنجائش اس بنیاد پر موجود ہے کہ حضورؐ کے عمل کا گلدستہ کھلا ہوا ہے اور اللہ نے ہر پھول کو تازہ رکھا ہے۔ گنجائش رکھی ہے ہر ایک کے لئے! تو بعد میں یہ تو عبادت کی بات آ گئی' معاشرت کی میں بات کر رہا تھا' معاشرت پہ آ کے بڑے بڑوں کے فلسفے جو ہیں وہ ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ وہ جو بنیادی حقوق کے چیمپئن بنتے ہیں اُن کی فرقہ بندی کا حال یہ ہے کہ اگر ایڈورڈ ہشتم رومن کیتھولک عورت سے شادی کر لیتا ہے تو تخت سے دستبردار ہونا پڑتا ہے! یہ الزبتھ جو ملکہ ہے اس کے تایا کو دستبردار ہونا پڑا تھا تخت سے! کیونکہ جس طبقے سے وہ تھا' جس فرقے سے تھا اُس سے وہ لڑکی نہیں تھی' دوسرے فرقے سے شادی کی تھی عیسایت ہی کے فرقے سے۔ آج ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ تم میں بڑے فرقے ہیں' فرقے سارے ان میں ہیں' ہم میں کوئی فرقہ نہیں ہے الحمد للہ...... ! یہ جو فرقہ بندی کی بات

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں نہ سنت کی ہوا لگی ہے نہ کتاب کی!

تو میں عرض کر رہا تھا کہ آج ہمارے ہاں فراخی دیکھئے' کہ فلسفہ' فلسفہ نہیں ہے' عمل ہے! محمد ﷺ معاشرتی زندگی میں انقلاب لا رہے ہیں تو اُس انقلاب کا آغاز میں نے عرض کیا تھا کہ وہ کسی چیز کا آغاز اس سے نہیں کرتے کہ نماز کیسے پڑھو' پوچھا کسی نے جیسے دیکھتے ہو ایسے نماز پڑھو' یہ نہیں کہا کہ ایسے کھڑے ہو جاؤ' اس طرح ہاتھ باندھو' ایسے رکوع' ایسے سجدہ کرو۔ کہا جیسے مجھے دیکھو ایسے پڑھو۔ ہر عمل اُن کے ہاں اس طرح سے ہے تو معاشرتی زندگی آئی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب رشتہ کرنے کا وقت آتا ہے' بیٹی کے یا بہن کے تو پھر وہ سارے برادریوں کے خوفناک' رسوم و رواج آدمی کی گردن سے آکر لپٹ جاتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن جو قریشیہ ہے حضرت زینب بنت جحش عنہا کا نکاح اپنے غلام زید بن حارثہ سے پڑھایا یا نہیں پڑھایا! اور آج تو شاید یہ بات آپ کہیں کہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی لیکن جب نسل کا زمانہ تھا' جب یہ ہو رہا تھا اُس وقت کا اندازہ کرو! کہ جب لوگ خاندانوں کے قید خانوں میں قید تھے اور ایسے قیدی تھے اپنے اپنے قید خانوں کے کہ ان سے باہر نکلنا کفر تھا۔ تو عمل حضورؐ کے اپنے گھر سے......

حضرت زید کے طلاق دے دینے کے بعد اسی مقدس خاتون سے نبی ﷺ نے خود نکاح فرمایا ہے کہ امہات المومنین میں شامل ہوئیں' ہیں حضرت زینب بنت جحش ہیں یہ عنہا......

اُم المومنین بن گئیں' یہ بلال حبشی کو عرب معاشرے سے لڑکی ملی کہ نہیں ملی؟ صہیب کو ملی یا نہیں ملی؟ خطبہ حج الوداع میں خون کے مقدمات ختم کئے۔ فرمایا ''پہلا مقدمہ اپنے خاندان کا ختم کرتا ہوں' آج سارے جہالت کے قانون میرے پاؤں تلے ہیں۔ آج سے سود ختم کرتا ہوں۔'' آپ کے ملک میں پانچ دفعہ ختم ہو چکا ہے' شرعی عدالت نے ختم کیا تو

محمد ﷺ کی سب سے بڑی صفت کاملہ یہ ھے کہ انھوں نے اپنے لانے ھونے کسی قانون کا آغاز یہ کھہ کے نھیں کیا کہ "قبول کرو' میں دیکھتا ھوں"۔ بلکہ یہ کھہ کے کیاھے کہ "میں کرتا ھوں' تم دیکھو کیسے کرتا ھوں"۔

سپریم کورٹ میں پہنچ گئے۔ اُس نے ختم کیا تو پھر سپریم کورٹ میں پہنچ گئے' اُس نے ختم کیا تو پھر سپریم کورٹ میں پہنچ گئے۔ آپ نے اندازہ کیا اور آئین پاکستان کہتا ہے' قرارداد مقاصد کی روشنی میں کہتا ہے کہ ''کتاب و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنے گا اور جو ہے وہ تبدیل کر دیا جائے گا۔''

کیوں ایسا ہے؟ اس لئے کہ جو قانون نافذ کرنے والا ہے وہ اپنے وجود پر نافذ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ بہت پرانی ایک بات مجھے یاد آتی ہے اب تو آپ زکوۃ کا ایک خاص ڈھانچہ بنا کے C.L.F پر زکوۃ کاٹ لیتے ہیں لیکن وہاں بھی لوگوں نے بیان حلفی دینے شروع کر دیئے کہ ہمارا تو فلاں فقہ سے تعلق ہے' ہم نہیں دیتے۔ چلیں جی سپریم کورٹ نے ذرا گردن ڈھیلی کر دی کہ اچھا بھائی! تم جو بھی لکھ کر دے دو تو ہم نہیں کاٹیں گے تمہاری زکوۃ۔ لیکن میں اس سے پہلے کی ایک بات آپ کو یاد دلا رہا ہوں سب سے پہلے اس کام کا آغاز یہاں سے M.A.G نے کیا تھا (ملٹی اکاؤنٹنٹ شجاعت علی صدیقی) جو پہلے اکاؤنٹنٹ جنرل ہیں ان کو جب وہ ریٹائرڈ ہوئے ہیں تو زکوۃ کو وصولی کا چیئرمین بنایا گیا تھا۔ بہت چھوٹے پیمانے پر یہ کام شروع کیا تھا۔ سال بھر کے بعد میں نے ان کی جو رپورٹ دیکھی تھی میرے حافظے میں محفوظ ہے کہ 128 روپے زکوۃ وصول ہوئی تھی سارے ملک سے۔ گویا چیئرمین زکوۃ کمیٹی نے خود اپنی زکوۃ بھی نہیں دی تھی! جو قانون نافذ نہ کرے اپنے وجود پر' قانون تو بے جان چیز ہے اُس میں تو جان تب آتی ہے جب خود اپنے وجود پر نافذ کرتا ہے...... تو ''آج ہر خون میرے پاؤں تلے ہے' میں اپنے خاندان کا خون معاف کرتا ہوں اور آج سے سود حرام ہے'' سب سے آخری حکم جو نافذ ہوا ہے وہ سود ہی کا حکم تھا۔ حج الوداع کے موقع پر کہا کہ سود حرام ہے اور میں سارے سود ختم کرتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا

www.naqshbandiaowaisiah.com

محققین فرماتے ہیں
کہ کسی شخص کی صحبت میں اگر
کسی ایک آدمی کو بھی مراقبہ
احدیت نصیب ہو جائے یہ اتنا بڑا
کام ہے کہ اس سے مزید کسی
کرامت کا طلب کرنا
جہالت ہے۔

اقتباس از "کنزالطالبین"

تعاون

احمد دین

ٹیکسٹائل ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد

ہیڈ آفس

667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال وجواب

9-11-2004 کو دارالعرفان منارہ میں حاضرین کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے شیخ المکرم نے جو جوابات ارشاد فرمائے۔ پیش خدمت ہیں۔ ☆☆☆☆☆

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 9-11-04

سوال :- ذکر کرنے سے ''جن'' گھر اور ذاکر کا پیچھا چھوڑ دیتے ہیں؟

جواب :- جی ہاں! جنات میں انوارات برداشت کرنے کی قوت نہیں ہوتی۔ یہ صرف انسان پر اللہ تعالیٰ کی عطا ہے کہ اُس میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ تجلیات برداشت کر پائے۔ جنوں میں چونکہ نبوت نہیں ہے اس لئے وہ تجلیات برداشت نہیں کر پاتے۔ ذکر کرنے سے گھر بھی چھوڑ جاتے ہیں اور بندے کو بھی چھوڑ جاتے ہیں۔

سوال :- ہمارے ماحول میں جو مندرجہ ذیل مثبت تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان کے مطابق اسلامی انقلاب کب تک متوقع ہے؟ اقراء سکولوں میں اضافہ، مسلم ممالک کی آبادی کا تیزی سے بڑھنا، نماز جمعہ حج وعمرہ میں رش، نوجوانوں میں داڑھی اور پگڑی کا رجحان وغیرہ

جواب :- بھئی! بات یہ ہے کہ چیزیں فطری طور پر اپنے منطقی انجام کی طرف چلتی رہتی ہیں تو ہر چیز اپنے انجام کی طرف جا رہی ہے۔ فطرت کا تقاضا پورا کرنے کو متحرک ہے اب یہ کب ہوگا یہ اللہ کو پتہ ہے۔

سوال :- گھر یا دکان کو کرایہ پر دینا کیسا ہے؟

جواب :- بھئی! بڑی مدت سے لوگ کرایہ پر دے رہے ہیں اور کسی نے اُس پر اعتراض نہیں کیا کوئی چیز کسی کو آپ استعمال کرنے کے لئے دیتے ہیں اور اُس پہ اُجرت لیتے ہیں تو جائز ہے۔

سوال :- سادات خاندان قریشی یا گیلانی وغیرہ میں کیا کوئی غیر سید مسلمان نکاح کر سکتا ہے؟

جواب :- یہ ایک مسئلہ بنا ہوا ہے کہ سادات میں نکاح نہ کیا جائے لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ کفو میں نکاح بہتر ہوتا ہے اور اس میں بے شمار حکمتیں ہوں گی ایک حکمت یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ ایک کفو یا ایک فیملی یا ایک خاندان جو ہوتا ہے اُس کی تقریباً رہائش کا معیار ایک ہوتا ہے عادات ملتی جلتی ہیں تو بچوں کو ایڈجسٹ ہونے میں سہولت ہوتی ہے ورنہ ہر مسلمان کا نکاح ہر مسلمان کے ساتھ جائز ہے۔ سب سے پہلی سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تو حضور ﷺ کی اولاد میں سے نہیں تھے تو پہلا نکاح ہی غیر سید کا سید کے ساتھ ہوا۔ سادات تو شروع ہی وہاں سے ہوتی ہے نا حضور اکرم ﷺ کی جو اولاد آگے چلتی ہے۔ تو ویسے بعض سید علما نے اس پہ اصرار بھی کیا ہے کہ نہیں ہوتا لیکن میرے خیال

www.naqshbandiaowaisiah.com

میں میں یہ سمجھتا ہوں درست نہیں ہے اور کوئی شرعی اعتراض نہ ہو تو مسلمان عورت مسلمان مرد کا نکاح جائز ہے۔

سوال :- قرآن سے علاج کروانا یا کرنا درست ہے؟

جواب :- میں نے کل شاید یہ بات کی تھی کہ کوئی غیر شرعی انداز یا غیر شرعی طریقہ درمیان میں نہ آئے۔ اگلے دن ایک فتویٰ چل رہا تھا کہ دم مسفوح سے سورۃ فاتحہ لکھی گئی اب یہ قرآن سے علاج تو نہیں ہے دم مسفوح تو حرام ہونا ہوتا ہے اُس سے قرآن کی توہین کی گئی اس لئے ایسا کرنا حرام ہے اور جائز طریقے سے دم کرنا بھی جائز ہے اور نقش بھی جس میں غیر شرعی طریقہ استعمال نہ ہو علاج درست ہے۔ بلکہ فقہاء نے لکھا ہے کہ کوئی علاج معالجے کے لئے قرآن کا ختم کرواتا ہے یا حصول برکت کے لئے جیسے کسی نے گھر بنایا ختم کر دو تو اُس پر اُجرت لینا بھی جائز ہے کہ وہ اُجرت علاج کی ہوگی' ویسے قرآن کی نہیں ہوگی۔

سوال :- جادو وغیرہ سے کیسے نجات پائی جائے اور کیسے بچا جائے؟

جواب :- Basically تو بندہ جو دین پر عمل کرنے والا نماز روزہ کرنے والا اور ذکر کرنے والا الحمد للہ کافی بچت اُسکی رہتی ہے پھر بھی کوئی آپ سمجھیں پریشانی ہے تو لکھیے کوئی علاج ہو جائے گا۔

سوال :- جو ذہنی طور پر مضبوط نہیں اور مضبوط ہونا چاہتا ہے تو کیا کرے؟

جواب :- اللہ کا ذکر کرے' حافظہ بہت کمزور ہے یا بھول جاتا ہے تو فجر کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان تین دفعہ سورۃ الم نشرح لک صدرک پڑھ لیا کرے۔

سوال :- قالوا یویلنا من بعثنا من مرقدنا کی تفسیر فرمائیے۔

جواب :- یہ کفار کا قول ہے کہ زندگی اس بات پہ گزار گئے کہ مرنے کے بعد زندگی نہیں ہے تو جب قبروں سے انہیں اٹھایا جائے گا تو اُن کا قول قرآن حکیم نے سورۃ یٰسین میں نقل کیا ہے کہ پریشان ہو کر کہیں گے کہ یہ کیا ہو گیا' کیسے ہو گیا' ہم ساری زندگی سمجھتے رہے ممکن نہیں ہے یہ کس نے ایسا کر دیا' کس نے ہمیں قبروں سے اٹھا دیا۔

سوال :- نفس اُکساتا ہے کہ محنت کرنے سے سب کچھ مل سکتا ہے شیخ کی ضرورت کیا ہے؟

جواب :- یہ سوال سلطان باہو رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ پہ بھی کسی نے کیا تھا اُن کی کتابوں میں بھی ملتا ہے تو جو جواب انہوں نے دیا تھا وہ یہ تھا کہ بغیر میاں کے اولاد مل سکتی ہے تو شادی کی ضرورت کیا ہے! محنت سے سب کچھ نہیں ملتا سب کچھ ملتا اللہ کی عطا اور برکات نبوی ﷺ سے ہے۔ محنت سے حاصل کچھ نہیں ہوتا کہ محنت سے کچھ مزید آتا ہے محنت اپنے آپ کو صاف کرنے کے لئے کی جاتی ہے جیسے آپ کے پاس آئینہ ہے تو سورج کی روشنی میں تو کمی نہیں ہے لیکن اگر وہ گدلا ہے تو اُس سے کم منعکس ہوگا۔ اب آپ کی محنت یہ ہوگی کہ آپ اُس آئینے کو صاف کریں یہ نہیں کہ سورج کی روشنی آپ بڑھا رہے ہیں وہ جتنا جتنا صاف ہوگا اتنی اتنی زیادہ روشنی اُس میں منعکس ہوگی تو جو محنت اور مجاہدہ ہے یہ اپنے مزاج کی، فکر کی اور قلب کی صفائی کے لئے ہے۔ عطائے باری کو بڑھانے یا برکات نبوی ﷺ کو بڑھانے گھٹانے کے لئے محنت نہیں۔ محنت اور مجاہدہ ہوتا ہے اپنے آپ کو صاف کرنے کے لئے کہ جتنا جتنا اُس میں خلوص آتا جائے گا جتنی صفائی ہوتی جائے گی اتنی برکات زیادہ ملتی جائیں گی۔ شیخ کی ضرورت یہ ہے کہ شیخ ایک تسلسل ہوتا ہے برکات کا۔ اب ہم کہیں کہ قرآن مجید ہے ہمارے پاس علما کی ضرورت کیا ہے تو ہمیں کیا سمجھ آئے گی کہ قرآن میں کیا لکھا ہے۔ ہم کہتے ہیں جی ہمارے پاس ساری میڈیکل کی کتابیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

بازار میں مل جاتی ہیں ڈاکٹر کی ضرورت کیا ہے تو کتابیں تو بازار میں پڑی ہیں لیکن میرے آپ کے کس کام کی!۔

سوال:- بیعت کرنے والوں میں اور نہ کرنے والوں میں کیا فرق ہے؟

جواب:- بھئی! بیعت نہ کرنے والوں کی اپنی مرضی وہ بھی مسلمان ہیں ہوسکتا ہے کوئی بیعت نہ کرنے والا ہم سے اچھا مسلمان ہو۔ فرق صرف یہ ہے کہ جو برکات شیخ کی ذات سے تقسیم ہوتی ہیں وہ وہی وصول کریں گے جن کا اُن کے ساتھ تعلق یا رشتہ ہے جن کا اُن کے ساتھ تعلق یا رشتہ نہیں ہے وہ اُن کی ذات سے تو وصول نہیں کریں گے شاید کہیں اور سے کرلیں۔

سوال:- لائف انشورنس اور گاڑی کی انشورنس کے بارے میں فرمایئے

جواب:- مجھے اس انشورنس کا کوئی علم نہیں ہے اور نہ میں نے کبھی اس کا مطالعہ کیا ہے اس لئے کہ میں نے نہ کرائی ہے نہ ضرورت محسوس کی ہے نہ اپنی نہ گاڑی کی نہ مجھے اس کا کوئی علم ہے۔

سوال:- جنات کا مسجد نبوی ﷺ میں داخلہ ممکن ہے؟

جواب:- ہاں ممکن ہے جنات کو تو منع نہیں ہاں روضہ اطہر ﷺ کا وہ حصہ جو عہد نبوی ﷺ میں آپ ﷺ کا گھر مبارک تھا اور منبر اقدس تک جسے حضور ﷺ نے ریاض الجنتہ قرار دیا اُس میں شیطان داخل نہیں ہو سکتا چونکہ وہ جنت کا حصہ ہے اور جنت میں شیطان داخل نہیں ہوسکتا اُس کے علاوہ ہر جگہ جنات بھی آتے جاتے ہیں شیطان بھی آ جا سکتا ہے۔

سوال:- دوسری جماعتوں میں مختلف دارالافتاء اور سوال جواب ترتیب سے شائع ہوتے ہیں ہماری طرف سے بھی ہو جائے تو بہت فائدہ ہوگا۔

جواب:- میں نہیں سمجھتا کہ کوئی فتوے شائع کرنے کی ضرورت ہے چونکہ ہر جگہ مل جاتے ہیں اور یہ جو باتیں تصوف کے بارے ہوتی ہیں یہ ''المرشد'' میں چھپ جاتی ہیں ہو سکتا ہے کبھی انہیں یکجا بھی کردیا جائے۔

سوال:- ساتھیوں کے لئے بیک وقت کتابوں کے پیسے ادا کرنا مشکل ہوتا ہے تو دس فیصد کے حساب سے قسط مقرر کی جائے تو فیلڈ میں کام اچھے انداز سے ہوسکے گا۔

جواب:- قسط مقرر کی جائے لیکن کتابیں چھاپے گا کون؟ چونکہ آج تک کتابوں سے کوئی پیسہ ادارے کو یا مجھے بچ کر نہیں آیا یعنی کتابوں سے ہم کماتے کچھ نہیں نہ تعلیمی اداروں سے کما رہے ہیں نہ کتابوں سے۔ ایک کتاب ختم ہوتی ہے تو اُس کی چھپائی کے لئے اکثر اوقات اُدھار لینا پڑتا ہے پھر وہ بکتی ہے تو اُس کے پیسے آتے ہیں تو کتابیں چھپیں گی کیسے؟

سوال:- نبی کریم ﷺ کی ایک صفت اُمّی ہے یعنی آپ ﷺ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے تو کیا تمام انبیاء علیہم السلام اُمّی تھے؟

جواب:- پہلی دفعہ یہ سوال سُنا ہے اور اس کا میرا مطالعہ تو نہیں ہے لیکن ایک بات ہے جو ہمارا عقیدہ ہے بنیادی کہ انبیاء علیہم السلام کو تعلیم براہِ راست ذاتِ باری سے دی جاتی ہے انبیا علیہم السلام دنیا میں کس اُستاد سے کچھ نہیں سیکھتے۔

یہ وہی ذہنی مضبوطی کے بارے سوال دہرایا گیا ہے تو یہ ذہنی مضبوطی حاصل کرنے کے لئے اللہ کے ساتھ تعلق اور رشتہ ضروری ہے اور وہ استوار ہوتا ہے مسلسل ذکر سے۔

اعتزار

ماہنامہ ''المرشد'' کے ماہ فروری کے شمارے پر سہواً شمارہ نمبر 7 کی بجائے شمارہ نمبر 6 چھپ گیا اسی طرح ماہ مارچ پر شمارہ نمبر 8 کی بجائے 7' اپریل پر شمارہ 9 کی بجائے 8 اور مئی پر 10 کی بجائے شمارہ نمبر 9 چھپ گیا۔ قارئین اور متعلقہ ادارے اس غلطی کی تصحیح فرمالیں

(ادارہ)

www.naqshbandiaowaisiah.com

عرفانِ نفس کی دولت

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا محمد عربیؐ کا غلام ہونے کا نعرہ ہم ہر جگہ اور ہر مقام پر پھیپھڑوں کے پورے زور سے لگاتے ہیں۔ پھر نتائج کیوں نہیں ظاہر ہوتے۔ سر زمین چکوال کی اس پاک محفل میں کچھ ساعتیں گزار کر مجھے اپنے سوال کا جواب مل گیا۔

☆ عطاء الرحمٰن ☆

گذشتہ اتوار کو تحریک الاخوان کے قائد پیر محمد اکرم اعوان نے چکوال کے قریب منارہ مقام کے نواح میں سیرت النبیؐ کے حوالے سے ایک بڑا اجلاس منعقد کر رکھا تھا۔ موضوع اس کا بعثت نبویؐ تھا۔ ان کے حلقہ ذکر و مراقبہ سے تعلق رکھنے والے ارادت مند گرد و پیش اور دوسرے شہروں سے جمع ہوئے تھے۔ اسلام آباد سے جید دینی سکالر ڈاکٹر خالد علوی تحریک اسلامی کے قائد حکیم سروسہارنپوری اور اسلامی علوم کے استاد ڈاکٹر انیس احمد تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے خطابات سے نوازا۔ ڈاکٹر خالد علوی کی سیرت نبوی کی اور عصر حاضر کا چیلنج کے موضوع پر تقریر محض تقریر نہ تھی، علمی خطبہ تھا۔ جس نے بھی سنا اس کی بصیرت اور ایمان میں اضافہ ہوا۔ پیر محمد اکرم اعوان صاحب نے قدرے مختصر خطاب میں بعثت نبوی کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ ممتاز نعت خوان جناب مرغوب ہمدانی نے بھی دلوں کو گرمایا۔

میں نے پورے انہماک کے ساتھ تمام تقریریں سنیں۔ مجمع پر نگاہ ڈالی۔ سیرت نبویؐ کے درخشاں پہلوؤں سے ایک مرتبہ پھر آشنا ہوا۔ میں تو دنیا دار قسم کا آدمی ہوں، ایمان میرا تازہ ہوا۔ علم و آگہی سے سینہ میرا روشن ہوا۔ ایک عجیب کیفیت مجھ پر طاری ہوئی۔ ایسا معلوم ہوا عرفان نفس کی منزل سے گزر رہا ہوں یہ وہ نعمت ہے جسے حاصل ہو جائے امکان پیدا ہو جاتا ہے وہ اپنے رب کا قرب حاصل کر لے گا۔ عربی کا ایک مشہور مقولہ تو آپ نے بھی سن رکھا ہوگا جس کا ترجمہ ہے جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ چنانچہ مجھے بھی اس محفل میں شریک ہو کر اپنے نفس کی تھوڑی سی پہچان ہوئی۔ گنہگار چونکہ میں بہت ہوں، اس مقام پر پہنچ کر عرفان حق کی اصل منزل کی جانب بڑھتا ہوں، یا نہیں اس کا انحصار میرے اخلاص اور توفیق الٰہی پر ہے۔

> مجھے بھی اس محفل میں شریک ہو کر اپنے نفس کی تھوڑی سی پہچان ہوئی۔ گنہگار چونکہ میں بہت ہوں، اس مقام پر پہنچ کر عرفان حق کی اصل منزل کی جانب بڑھتا ہوں، یا نہیں اس کا انحصار میرے اخلاص اور توفیق الٰہی پر ہے۔

آپ سے عاجزانہ درخواست ہے دعا کریں تاہم جس عرفان نفس سے میں سرشار ہوا ہوں اس میں آپ کو بھی شریک کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میرے قاری کا مجھ پر حق ہے لاہور کے نشیب سے چکوال کے فراز پر سیرت النبیؐ کے ایک ولولہ انگیز جلسے میں حاضری دے کر میرے اندر یہ احساس اور شعور مزید پختہ ہوا کہ میری اور میری قوم کی تمام کامیابی کا انحصار محمد عربیؐ کی غلامی میں ہے اس کے بغیر ہم کامرانی کی ایک منزل بھی طے نہیں کر سکتے۔ لیکن معادل و دماغ میں یہ سوال بھی ابھرا محمد عربیؐ کا غلام ہونے کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

تلقین تو مجھے بچپن سے کی جا رہی ہے۔ یہ میرے ایمان کا حصہ ہے۔ میں نے زندگی میں سیرت النبیؐ کی سینکڑوں محافل میں شرکت کی ہوگی۔ ہزاروں تقاریر سنی ہوں گی۔ ہر مرتبہ محمد عربیؐ کا غلام ہونے کا درس میرے کانوں میں رس گھولتا ہے۔ روح وقلب کو گرماتا ہے۔ پھر ایسا کیوں ہے ہم کامیابی سے کوسوں دور ہیں۔ منزل کی جانب بڑھنا دور کی بات ہے مسلسل بھٹکتے جا رہے ہیں۔ کیا ہمارے ایمان میں کوئی کمزوری ہے، عمل میں کسی چیز کا فقدان ہے۔ دونوں باتیں ہوسکتی ہیں۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا محمد عربیؐ کا غلام ہونے کا نعرہ ہم ہر جگہ اور ہر مقام پر پھیپھڑوں کے پورے زور سے لگاتے ہیں۔ پھر نتائج کیوں نہیں ظاہر ہوتے۔ سرزمین چکوال کی اس پاک محفل میں کچھ ساعتیں گزار کر مجھے اپنے سوال کا جواب مل گیا۔

میں محمد عربیؐ کا غلام ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ میرے اندر مہاراجہ پورس بھی بیٹھا ہوا ہے۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے پہلا امر مجھے شعور ایمان اور جذبے کی بلندیوں پر لے جاتا ہے۔ دوسری بات زمینی حقائق کا ادراک کرنے اور ان کی مطابقت میں قدم اٹھانے کی صلاحیت سے آشنا کرتی ہے۔ کچھ اس انداز سے مجھے موقع شناسی کا سبق دیتی ہے کہ میرا اگلا قدم موقع پرستی کی دہلیز پر ہوتا ہے۔ محمد عربیؐ کا غلام ہونے کی وجہ سے میں باطل کی ہر قوت کے ساتھ ٹکرانے اور اسے پاش پاش کر کے رکھ دینے کا ایمانی عزم اور بے پناہ ارادہ رکھتا ہوں اٹھتے بیٹھے اس کے اظہار میں بھی کمی نہیں رہنے دیتا۔ میرے اندر چھپا بیٹھا مہاراجہ پورس ہر ہر مرحلے پر میرے کان میں سرگوشی کر دیتا ہے۔ مجھے انتہائی قدم اٹھانے سے باز رکھتا ہے۔ مجھے سمجھاتا ہے اس وقت حالات کا دباؤ کچھ ایسا

> لاہور کے نشیب سے چکوال کے فراز پر سیرت النبیؐ کے ایک ولولہ انگیز جلسے میں حاضری دے کر میرے اندر یہ احساس اور شعور مزید پختہ ہوا کہ میری اور میری قوم کی تمام کامیابی کا انحصار محمد عربیؐ کی غلامی میں ہے اس کے بغیر ہم کامرانی کی ایک منزل بھی طے نہیں کر سکتے۔

ہے۔ زمانے کی آندھی کچھ اس انداز سے چل پڑی ہے کہ اس کے مقابلے میں اٹھ کھڑا ہونا قرین مصلحت نہیں۔ میں ہر مرتبہ پورس کی بات مان لیتا ہوں اس کے نقش قدم پر چلنے کو تیار ہو جاتا ہوں۔ اسی کو عقل ودانائی کا تقاضا سمجھتا ہوں۔ بس فرق یہ ہے جو اصل پورس تھا۔ اس نے ایک مرتبہ مقابلہ ضرور کیا تھا۔ شکست کھائی تھی۔ اس کے بعد سمجھوتے کی راہ اختیار کی تھی۔ ہم نے اس کی مثال سے سبق حاصل کرلیا ہے۔ خطرے کی بو سونگھتے ہی خبردار ہو جاتے ہیں۔ قبل اس کے کہ سکندر اعظم قدم رکھے ہم پیشگی اس کا ساتھ دینے کی یقین دہانی کرا دیتے ہیں۔ ایسی حالت سے جب ہمیں سامنا ہوتا ہے تو اس دلیل کا سہارا لے کر ضمیر کو تھپکی دے دیتے ہیں کہ اپنے پاس جو اور جیسی قوت وطاقت، ہے اسے بچا کر رکھ لینے میں ہی ہر طرح کی حکمت کا راز مضمر ہے۔ یوں اپنی چمڑی بچا لیتے ہیں اور عیش وآرام سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

یہ بات تاریخی طور پر تو حرف بحرف درست ہے۔ یہ ان ادوار کا تذکرہ ہے جب محمد عربیؐ کی غلامی ہمارا نعرہ نہیں اوڑھنا بچھونا بھی تھی۔ اب ہم زیادہ عملیت پسند ہو گئے ہیں۔ صبح شام نعرے بلند کر کے ایمان بھی تازہ رکھتے ہیں۔ سر جھکانے کی باری آتی ہے تو پیچھے بھی نہیں رہتے۔ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔ بس اسی کو ہم کامیابی گردانتے ہیں۔ اے قارئین با تمکین! میں نے چکوال کا سفر کر کے اور ایک شاندار محفل میں شریک ہو کر عرفان نفس کی دولت پائی ہے۔ محمد عربی کا غلام ہونے کے دعوے کے ساتھ اپنے اندر چھپے بیٹھے مہاراجہ پورس کو بھی ڈھونڈ لیا ہے۔ اس دولت میں آپ کو بھی حصے دار بنانا چاہتا ہوں۔ برا تو نہیں منائیں گے۔ (بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

اس ساری تخلیق میں ایک انسانیت
ایسی مخلوق ہے جسے وہ شعور بخشا گیا کہ
یہ اپنی حیثیت کے مطابق اللہ کی عظمت
کو جان سکتی ہے اور یہ وہ راز ہے جسے
نہ فرشتہ سمجھ سکتا ہے نہ جن' نہ حیوان' نہ
زمین' نہ آسمان' نہ کوئی دوسری مخلوق۔

اقتباس از ''کنزالطالبین''

تاجران: کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

تعاون

شیخ ناصر، شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ

منٹگمری بازار، فیصل آباد فون 041-617057-611857

www.naqshbandiaowaisiah.com

بعثتِ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محافل میلاد کی بنیاد مسلمانوں کے زمانہ انحطاط میں ایک غیر معروف عالم دین نے رکھی۔ یہ چھٹی صدی ہجری کا زمانہ تھا۔ یعنی اسلام کی ابتدائی پانچ صدیوں میں مسلمان اِن تقاریب کے بغیر ہی گزارہ کرتے رہے لیکن بعثت رحمت عالم ﷺ کا اقرار مسلمانوں کو کلمہ طیبہ پڑھتے وقت کرنا پڑتا ہے۔

☆ حکیم محمد الیاس اویسی ☆
☆......فیصل آباد......☆

زندہ قومیں ہمیشہ سے اپنے قومی ہیروز اور محسنوں کو خراج عقیدت پیش کرتی آئی ہیں۔ اس کے عام طور پر تین مقاصد ہوئے ہیں۔ اول قومی ہیروز کو ان کی خدمات پر خراج عقیدت دوئم اُن کے مقاصد کو زندہ رکھنا سوم اُن سے اظہار یک جہتی کا عزم نو۔ ساری دنیا میں اس عمل کا طریقہ کار مختلف ہے۔ ہر قوم اپنی تہذیب و ثقافت اور روایات کے مطابق ایسے دن مناتی ہے بعض اوقات ممدوح کے خیالات وافکار بھی ایسی تقاریب کو متاثر کرتے ہیں۔

اگر ہم دنیا میں تفصیلی جائزہ لیں تو تمام مذاہب اور اقوام میں ایسی تقاریب سارا سال جاری رہتی ہیں۔ ہمارے اردگرد عیسائی' یہودی' ہندو اور دیگر اقوام کے زیادہ تر تہوار ایسی ہی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان میں ہر بندہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر بندہ اپنے مال و دولت اور فن کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس کے پاس مال زیادہ ہو وہ مال دیتا ہے' جس کے پاس وقت ہو وہ وقت دیتا ہے' جو اچھا لکھاری ہو وہ لکھتا ہے' جو اچھا ڈانسر ہو وہ اپنے فن کا مظاہرہ کرتا ہے' جو اچھا گاتا ہو وہ گاتا ہے' تلوار بازی کا ماہر اپنے فن کا مظاہرہ کرتا ہے' دکاندار اشیاء صرف کی قیمتیں کم کر دیتے ہیں' شراب کشید کرنے والے زیادہ مقدار میں شراب کشید کرتے ہیں' سٹاک کرتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت کم نہ پڑے اور مناسب قیمت پر دستیاب ہو' شو بز سے متعلق لوگ مناسب قیمت پر اپنی خدمات پیش کرتے ہیں اور تمام کے تمام ایڈوانس بک ہو جاتے ہیں بہت سے لوگ ایسی تقاریب میں وسیع پیمانے پر کھانے پینے کا مفت انتظام کرتے ہیں' ٹرانسپورٹ والے مفت ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا کرتے ہیں۔ غرضیکہ ممدوح بزرگ یا ہیرو سے عقیدت رکھنے والے لوگ بساط سے بڑھ کر کوشش کرتے ہیں۔ تمام مذاہب اور اقوام میں ایسی تقاریب اسی جوش وخروش سے منائی جاتی ہیں۔ چاہے وہ انبیاء کرام کا یومِ پیدائش و وصال ہو۔ یا اُن کے مذاہب کے اولیا کرام کے یوم پیدائش و وصال وغیرہ ان خالص مذہبی تقریبات کا نفس پرستی اور لہولعب میں بدل جانا گو عجیب ہے لیکن سمجھ میں آتا ہے کیونکہ ان تمام مذاہب میں انبیاء و اولیاء کی تعلیمات مٹ چکی ہیں۔ حالات زندگی مٹ چکے ہیں صرف نام باقی ہیں۔ باقی اقوام و مذاہب میں جس طرح اُن کی دنیا خواہشاتِ نفس پر مشتمل ہے۔ اسی طرح جو لوگ اپنے ضمیر کو مطمئن رکھنے کے لئے دین کے نام پر کچھ کرنا چاہتے ہیں، اُن کا دین بھی خواہشاتِ نفسانی پر مشتمل ہوتا ہے' جس کو ہم مذہب تو کہہ سکتے ہیں' دین نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے ان تقاریب میں اخلاقی وغیر اخلاقی حرکات کا فرق مٹتا جا رہا ہے۔ نیکی و بدی میں تمیز باقی نہیں رہی۔ اچھائی اور برائی کا کوئی تصور موجود نہیں لیکن مسلمانوں کا اپنی ایسی تقاریب کو متذکرہ بالا طریقہ سے منانا' سمجھ سے بالاتر ہے۔ ہمارے پاس اپنے دین کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

تمام کی تمام تعلیمات کماحقہٗ موجود ہیں۔قرآن وحدیث وسنت اپنی تمام تر جامعیت' خوبصورتی اور ازلی اور آفاقی سچائی کے ساتھ ہر گھر میں موجود ہیں۔حضور کریم ﷺ کے تمام لیل ونہار سچے موتیوں کی لڑیوں کی طرح ہماری مساجد ومدارس بلکہ ہر سینے میں موجود ہیں۔ ہمارے پاس پیدائش سے لیکر موت تک' سونے سے جاگنے اور جاگنے سے سونے تک' ایک ایک سیکنڈ کے لئے رہنمائی موجود ہے' ہمارا کھانا پینا' اٹھنا' بیٹھنا' سونا جاگنا' شادی ومرگ' بولنا اور خاموش رہنا' دینی ودنیاوی تقاریب خوشی غمی' دوستی دشمنی' غرضیکہ ہر ہر حرکت ہدایت یافتہ' تربیت یافتہ' طے شدہ اور مفصل بیان فرمائی گئی ہے' دیگر اقوام ومذاہب عالم کے برعکس ہمارا دین تو دین ہی ہے ہماری دنیا بھی دین الٰہی پر ہی مشتمل ہے۔ہمارا اپنے بزرگوں کے مزارات پر غیر اخلاقی حرکات وسکنات اور جرائم کا ارتکاب سمجھ سے بالاتر ہے' جن کے خلاف ان بزرگوں نے ساری زندگی جہاد کیا۔ اُن کی یادگاروں پر غیر ملکی فحش گانوں پر پیشہ ور اور حیا باختہ مرد وزن کا والہانہ رقص' بعدازاں وہیں ہم جنس پرستی وہم جنس پرستی کی کثرت خواہش نفسانی کی بارعایت اور باآسانی دستیابی جتنی ان مقدس مقامات پر ہے اور کہیں نہ ہوگی۔ بھنگ چرس اور شباب وکباب کی یہ محفلیں سارا سال جمی رہتی ہیں اور ان کو مذہبی اور حکومتی سرپرستی حاصل ہے' ان گناہوں سے بھی بدتر یہ سوچ ہے کہ ہم یہ سب کچھ ان مشاہیر امت کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے کرتے ہیں۔یہ سارا کچھ لکھنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ ناپاک اور شیطانی قدم ان مقامات مقدسہ کو گندہ کر چکے ہیں جہاں سے کبھی عشق ومستی کا سبق دیا جاتا تھا یہ منحوس قوم ان دریاؤں کو گدلا کر چکے ہیں جہاں عرفان ذات کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ نفس پرستی کے مہیب سائے اُن انوارات پر حاوی ہو چکے ہیں جن کی روشنی میں حدیث دل پڑھائی جاتی تھی۔غم جاناں اور غم دوراں' عشق حقیقی وعشق مجازی میں فرق سمجھایا جاتا تھا۔غم دوراں کو غم جاناں میں اور عشق مجازی کو عشق حقیقی میں بدل دیا جاتا تھا۔عشق بتاں کو عشق رسول میں ڈھالا جاتا تھا۔مردوں کو مسیحا بنایا جاتا تھا۔ آدمی کو انسان اور انسانی کو بندہ بنایا جاتا تھا۔ بات یہاں رُکی نہیں اب یہ انسانیت دشمن اور سیاہ بخت شیطانی قدم ربیع الاول کے ماہ مقدس تک پہنچ چکے ہیں اور اگر شیطانی مردود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کی طرح اس ماہ مقدس کے تقدس میں رخنہ ڈال گیا تو مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی سیاہ بختی نہیں ہو سکتی۔اگر اس دن کو حضور کریم ﷺ کی تعلیمات کے برعکس منایا گیا تو یہ اُن کی بجائے شیطان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے مترادف ہوگا۔ اگر عظمت مصطفےٰ ﷺ کو خواہشات نفسانی کی بھینٹ چڑھا دیا گیا تو مسلمان کہیں کے نہ رہیں گے۔

مسلمانوں میں نیکی کا یہ قدیمی تصور دھندلا رہا ہے کہ وہ قرآن وحدیث وسنت یا افکار وکردار صحابہ سے ثابت ہو۔بعض حقیقت ناآشنا' شیطانی ہتھکنڈوں سے بے خبر اور سادہ دل علما کرام آج کل یہ درس دیتے نظر آتے ہیں کہ شریعت نے جن کاموں کے کرنے سے منع نہ کیا ہو، وہ سب کچھ حضور کریم ﷺ کے یوم پیدائش ووصال پر کیا جا سکتا ہے۔اس سوچ نے گمراہی اور بے راہ روی کا دروازہ کھول دیا ہے۔اب ہم اس معاملہ میں اسلام کی آفاقی تعلیمات کی بجائے دوسروں کی طرف دیکھنے لگ گئے ہیں کہ وہ اس موقع پر کیا کرتے ہیں اور کئی چیزیں ہم اپنا چکے ہیں۔سوال یہ ہے کہ ہم ایسا کیوں کرتے ہیں؟اگر تو ان افعال کا مقصد حضور کریم ﷺ کی رضا حاصل کرنا یا انہیں خوش کرنا ہے تو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حقیقت ناآشنا اور راہ گم کردہ لوگوں کی طرف دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے پیاس بجھانے کے لئے دریا اور سمندر کو چھوڑ کر صحرا میں نکل جانا۔حضور کریم ﷺ کی مرقیات مفصل طور پر ہمارے پاس موجود ہیں۔ وہ کن باتوں سے ناراض ہوتے ہیں اور کن باتوں سے خوش ہوتے ہیں اظہر من الشمس حب ابوجہل نے اعلانِ نبوت کی رنجش میں حضور ﷺ کو زخمی کر دیا۔

حضرت حمزہؓ کو پتہ چلا تو جواباً ابوجہل کو زخمی کیا اور حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا بھتیجے خوش ہو اور اپنا سینہ ٹھنڈا کر لے میں نے

www.naqshbandiaowaisiah.com

تیرا بدلہ لے لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے خوش کرنے اور میرا سینہ ٹھنڈا کرنے کے لئے اس کام کی بجائے آپ کو کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہونا پڑے گا۔ آپؓ اس بات کو سن کر اسلام لے آئے۔ آپ ﷺ نے اس عمل سے قوم کو بتا دیا کہ ایک عام انسان اور اللہ کے رسول ﷺ کی خوشی و ناراضگی، پسند و ناپسند وغیرہ میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ حضور کریم ﷺ اس وقت کسی سے خوش ہوتے ہیں جب وہ اسلام قبول کر کے آپ کی غلامی اختیار کرے۔ مرضیات نفسانی کو مرضیات باری میں فنا کر دے۔ شیطان کا نقش قدم چھوڑ کر حضور کریم ﷺ کے نقش قدم کو اپنائے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی۔ غرضیکہ کھیل تماشے، اُلٹی سیدھی حرکات اور غیروں کی نقالی حضور کریم ﷺ کو خوش نہیں کر سکتیں۔ اُن سے محبت کرنے اور جوابی محبت چاہنے کا کلیہ وہی ہے کہ اُن کی سنت سے محبت کی جائے اور شریعت میں سنت کا مقام فرائض و واجبات اور حلال و حرام کے بعد آتا ہے۔ گویا جب تک کوئی فرائض و واجبات اور نہ کرنے اور جراح اور مکروہات سے نہ بچے وہ سنت پر عمل نہیں کر سکتا گویا حضور کریم ﷺ اللہ کے پورے دین تک پہنچنے اور محبت رسول ﷺ حاصل کرنے کا راستہ اور وسیلہ صرف اور صرف اتباع سنت ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ گھر گھر اور گلی گلی بعثتِ رحمت عالم ﷺ کی محفلیں برپا کی جائیں۔ اگرچہ فائدہ میلاد منانے کا بھی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کے چچا نے آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں لونڈی کو ہاتھ کے اشارے سے آزاد کر دیا۔ انہیں بعثت رحمت عالم ﷺ منانا نصیب نہ ہوا۔ بعداز وفات دیکھنے والوں نے دیکھا، حال پوچھا تو جواب ملا کہ سخت عذاب میں ہوں۔ لیکن جب حضور ﷺ کی پیدائش کا دن آتا ہے تو انگلی سے شہد نما چیز نکلتی ہے۔ اُس کو چوستا ہوں تو مخصوص مدت تک عذاب محسوس نہیں ہوتا لیکن جنھوں نے آپ کی بعثت کو منایا۔ آپ کی نبوت و رسالت کا اقدار کرتے ہوئے آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محبت کا حق ادا کیا۔ اُن کو یہ فائدہ ہوا کہ خود بخشے گئے۔ ایمان کی حالت میں اُن کو دیکھنے والے بھی بخشے گئے اُن کے دیکھنے والوں کو دیکھنے والے بھی بخشے گئے۔ نہ صرف یہ بلکہ امتِ حبیب ﷺ میں بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں شہنشاہ جن کے آگے پانی بھرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی بھی صحابہ کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اُن کو یہ سند امتیاز دی گی کہ قیامت تک جو بھی اُن میں سے کسی کی بھی اتباع کرے بخشا جائے گا۔

محافل میلاد کی بنیاد مسلمانوں کے زمانہ انحطاط میں ایک غیر معروف عالم دین نے رکھی۔ یہ چھٹی صدی ہجری کا زمانہ تھا۔ یعنی اسلام کی ابتدائی پانچ صدیوں میں مسلمان ان تقاریب کے بغیر ہی گزارہ کرتے رہے۔ لیکن بعثتِ رحمت عالم ﷺ کا انداز مسلمان کو کلمہ طیبہ پڑھتے وقت کرنا پڑتا ہے۔

مسلمانوں میں اس ادراک کی تجدید دورِ حاضر کی اہم ترین ضرورت ہے، اس شعور کی تجدید دراصل پورے اسلام کے شعور کی تجدید ہے۔ کیونکہ اس بعثت کی حقیقت و ماہیت اور اس کے تقاضوں کی طرف توجہ جائے گی اور دین سیکھنے اور اُس پر عمل کرنے کا شعور اجاگر ہوگا۔ بندہ چند مکن پسند حرکات کر کے اور کچھ کھا کھلا کر جان نہیں چھڑا سکے گا۔

اس اہم ضرورت کو جس طرح حضرت امیر مولانا محمد اکرم اعوان صاحب نے جس جرات رندانے سے پورا کیا ہے۔ وہ مبارک باد کے مستحق ہیں وہ جس طرح اپنے روحانی پیشوں سمیت میدان میں اُتر آئے ہیں اور انہوں نے اس فکر کو ایک تحریک کی شکل دے دی ہے۔ بجا طور پر قابل تحسین ہیں حضور نے فرمایا میری امت کے ولی بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہونگے یعنی جس طرح بنی اسرائیل کے رسولوں کی تعلیمات کو زندہ کرنے کے لئے پے در پے انبیاء آئے اسی طرح حضور ﷺ کی تعلیمات کو زندہ کرنا اولیا امت کی ذمہ داری ہے اللہ کریم آپ کو اس نیک مقصد میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

..........☆☆☆..........

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

جمہوریت اور کاروان جمہوریت

ضمیر حیدر

''یقین اور تعصب کا فرق یہ ہے کہ یقین کی وضاحت غصہ کے بغیر ہو سکتی ہے''۔

سیاسی شعبدہ بازوں کی برہمی تو عین فطری ہے' مذہبی سیاسی قیادت کے قابلِ صد احترام اکابرین غصہ سے آگ بگولہ کیوں ہیں؟

ملین مارچ' کاروان جمہوریت' احتجاج' جلاؤ' گھیراؤ اور پھر......دھرنا!

اتنی مشقت کس لئے؟ نتیجہ' حاصل اور مقصد کیا ہے؟

''مہنگائی' بیروزگاری' شعائر اسلام کا مذاق' آئین کی پامالی' کشمیر ایشو' امریکہ سے دوستی' پارلیمنٹ کی بے وقعتی اور سب سے بڑھ کر جمہوریت کی یرغمالی......''

الزامات سنگین تر ضرور ہیں مگر تلخ ترین حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ ۵۸ سالوں میں ہر آنے والے نے مہنگائی اور بیروزگاری میں اضافہ کیا ہے' شعائر اسلام کا مذاق پاکستانی حکمرانوں کا وطیرہ رہا ہے اور آئین و قانون کو تو ہر دور میں اہل اقتدار نے بے جان کھلونے سے زیادہ اہمیت نہیں دی! مسئلہ کشمیر کا حل پندرہ کروڑ پاکستانی مسلمانوں کے دل کی آواز ہے مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ ''کشمیر'' کو آج تک ہر ایک نے حصول اقتدار کے لئے بطور زینہ استعمال کیا ہے!

جہاں تک امریکہ سے دوستی کا تعلق ہے تو گستاخی معاف امریکہ سے دوستی دشمنی کا معاملہ بعد میں زیر بحث آئے گا پہلے مل جل کر اندر کے ان خطرناک ترین دشمنوں کا صفایا تو کر لیں جو فرقہ واریت' انتہا پسندی' غربت' جہالت' رشوت' سفارش' کرپشن اور وی۔ آئی۔ پی کلچر کی صورت میں ہمیں دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔

پارلیمنٹ کی بالادستی بہت اہم ہے مگر کونسی پارلیمنٹ؟ جس میں ڈیسک بجتے ہیں' گھونسے چلتے ہیں' گالی گلوچ ہوتی ہے' ایک دوسرے پر کیچڑ اُچھالا جاتا ہے اور گریبان چاک ہوتے ہیں!

رہی جمہوریت......تو کیسی جمہوریت؟

''جس میں بندوں کو گنا جاتا ہے' تولا نہیں جاتا!''

جس میں عالم اور جاہل' صدر مملکت اور چپڑاسی' سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور کالے چور کا ووٹ برابر ہے!

کیا مذہبی رہنماؤں کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ موجودہ جمہوریت اکثریت کی بات تسلیم کر لینے کا نام ہے اور اکثریت کبھی حق پر جمع نہیں ہوتی!

رہا احتجاج کا حاصل؟ تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ موجودہ حکومت کی رخصتی ہو گی' کوئی نیا چہرہ مسند اقتدار پر براجمان ہو گا' پھر ''الف'' سے شروع ہو جائیں گے' نیا نعرہ ہو گا اور بے حساب دعوے! موجودہ سیاسی نظام میں اول تو مذہبی قیادت کو اقتدار ملنا ہی ناممکن ہے بالفرض مل بھی جائے تو کونسا نفاذِ اسلام ہو جائے گا' سرحد حکومت کی مثال سامنے ہے!

احتجاج سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ صورتحال بہت گھمبیر ہے اور حقائق بہت تلخ' سوال یہ ہے کہ موجودہ حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کرنے والی بائیں بازو کی تمام سیاسی اور مذہبی سیاسی جماعتوں کے پاس متبادل لائحہ عمل کیا ہے؟

اول تو ایسا لائحہ عمل کہیں نظر ہی نہیں آتا اور اگر ہے بھی تو کیا وہ اتنا مربوط' ٹھوس' متوازن اور مدلل بھی ہے کہ موجودہ صورتحال میں قابل عمل بھی ہو اور باعثِ نجات بھی؟

حکومت سے باہر رہ کر جذباتی تقریریں' بلند و بانگ دعوے اور خوش کن نعرے آسان ہوتے ہیں مگر کیا ماضی کا تجربہ شاہد نہیں کہ حکومتی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھاتے ہی ایسے افراد مصلحتوں' مجبوریوں اور غفلتوں کا شکار ہوئے اور جب ایوانِ اقتدار سے مخاطب ہوئے تو لہجے بدلے ہوئے' الفاظ نامانوس اور زبان اجنبی تھی۔

آبلہ پائی کا کچھ قصور نہ رہزنوں سے کوئی گلہ
ہمیں جو رہنما ملے وہی باوفا نہ تھے

ملکی تاریخ پر حقیقت پسندی سے غور کیا جائے تو اس تلخ ترین حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ بانی پاکستان کی وفات کے بعد ملک پر ایسا سیاسی نظام مسلط کیا گیا جس کے تحت صرف جاگیردار اور سرمایہ دار ہی اقتدار پر قابض رہے۔ درمیان میں جتنے فوجی حکمران آئے بہر حال متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مذہبی قیادت تحمل اور فکر و تدبر سے کام لے کر ان فوجی حکمرانوں سے ملک و قوم کی بہتری کے بہت سے کام لے سکتی تھی مگر عملاً اس کے برعکس ہوا۔ علماء کرام نے فتوؤں کی بوچھاڑ کی لٹھ لے کر انہیں بھگانے کی کوششوں میں مگن ہوئے اور تمام تر توانائیاں اُن کی ٹانگ کھینچنے میں صرف کیں یا پھر کچھ مخصوص لوگوں نے ذاتی مفادات حاصل کئے۔ ملک و قوم کی کچھ بہتری یا نفاذِ اسلام کے سلسلہ کی کوئی خدمت لینے کی پر خلوص اور منظم کوشش سرے سے کی ہی نہیں گئی۔ یہاں تک کہ ضیاء الحق مرحوم جیسے کٹر نظریاتی بندے سے بھی کوئی ڈھنگ کا کام نہ لیا جا سکا!

آج بھی انتہائی نامساعد حالات اور نازک صورت حال ہے۔ وطن عزیز کو بہت سے محاذوں پر کڑے چیلنجوں کا سامنا ہے۔ ہم کسی طور اندرونی خلفشار اور باہمی تصادم کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اختلاف رائے کا مطلب شخصیت کی نفی نہیں ہوتا' تسلیم کر لینا چاہئے کہ صدر مملکت ذاتی و شخصی خوبیوں کا کوہِ گراں اور صلاحیتوں کے اعتبار سے بہت سے گذشتہ حکمرانوں اور موجودہ سیاستدانوں سے بہت بہتر ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اعتدال پسند ہیں' دلیل کی زبان میں کی گئی بات با آسانی سمجھ لیتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ مذہبی قیادت بصیرت اور دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرے' کمزوریوں پر قابو پائے اور جو مذہبی جماعتیں ایم۔ ایم۔ اے کے اتحاد میں شامل نہیں ہیں ان کا نقطہ نظر بھی معلوم کر کے' باہمی مشاورت سے صدر مملکت کے سامنے کچھ ایسی قابل عمل اور دوررس نتائج کی حامل تجاویز رکھے جن سے ملک و قوم اور خصوصاً عام آدمی کا فائدہ ہو۔

بشکریہ روزنامہ ''اذکار'' راولپنڈی

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلامِ شیخ

امیر محمد اکرم اعوان، سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے گردِ سفر، نشانِ منزل، متاعِ فقیر، آس جزیرہ، دیدہ تر، کونسی ایسی بات ہوئی ہے، سوچ سمندر شائع ہو چکے ہیں۔

نعت

نعت لکھنے کا قرینہ چاہیے
نور ہو جس میں وہ سینہ چاہیے

ہو بدن روئے زمیں پر جس جگہ
دل میں بستا ہو مدینہ چاہیے

حلقہ افکار ہو روشن ضرور
نام ہو ان کا نگینہ چاہیے

عرش کی راہوں پہ ہیں ان کے نقوش
دیکھنا جا کر وہ زینہ چاہیے

ہے برستا نور ان کے نام سے
دل میں اس کا ایک خزینہ چاہیے

زندگی مانند گرداب بلا
نام کا ان کے سفینہ چاہیے

نعت شعروں میں نہیں لکھتے فقیر
اس کی خاطر چاک سینہ چاہیے

سیماب اویسی

(دارالعرفان منارہ مارچ 1994ء)

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے میلادِ آقاؐ کا جشنِ بہار

فضاؤں پہ آیا ہوا ہے نکھار
ہیں رنگیں ہوئے جس سے لیل ونہار
ہوئی جس سے انسانیت تاب دار
ملا جس سے ٹوٹے دلوں کو قرار
ہے میلادِ آقاؐ کا جشنِ بہار

جلیں قمقمے ٹمٹماتے ہوئے
ہیں بینر لگے اور پرچم سجے
دُرودوں کے ہیں زمزمے گونجتے
ہیں چسپاں ہوئے چار سو اشتہار
ہے میلادِ آقاؐ کا جشنِ بہار

تبرک بٹے اور دیگیں پکیں
پلانے کو پانی سبیلیں لگیں
ہیں مصنوعی روضے شبیہیں بنیں
تقاریر ہوں گی بڑی دُھواں دھار
ہے میلادِ آقاؐ کا جشنِ بہار

خطابت کا جادو جگائیں خطیب
اسی سے ہی موجیں اڑائیں نقیب
یہ ہیں عصرِ حاضر کے عاشق عجیب
جو دلبر کے اُسوہ سے چاہیں فرار
ہے میلادِ آقاؐ کا جشنِ بہار

غضب سے ہے مغلوب دیکھو جسے
اوامر نواہی کی پروا کسے
نمودو نمائش میں ہیں سب پھنسے
زبانی جمع خرچ پہ ہے مدار
ہے میلادِ آقاؐ کا جشنِ بہار

نہ غیروں کا اُسوہ چھٹا ہاتھ سے
غمی کے مواقع پہ بدعات سے
نہ شادی بیاہ کی خرافات سے
دیانت سے عاری ہمارا شعار
ہے میلادِ آقاؐ کا جشنِ بہار

یہ عشقِ نبیؐ تو ہے نوکِ زباں
ہے باطن تو آماجگاہ بُتاں
کہ ہے جان جاتی سنیں جو اذاں
ہے اطوارِ اغیار میں ہی قرار
ہے میلادِ آقاؐ کا جشنِ بہار

جو انگڑائی جذبات نے لی ہے اب
یہ ہیں میلے ٹھیلے اسی کے سبب
یہ جوشِ جُنوں سرد ہو جائے جب
تو دنیائے دوں پر یہ ہوں گے نثار
ہے میلادِ آقاؐ کا جشنِ بہار

ولادت کا ہم دن منائیں بھلے
مگر ذکرِ بعثت کا بھی تو چلے
سبق جس سے امرونہی کا ملے
ہو اعمالِ سنت پہ جس کا مدار
تو میلادِ کا پھر ہو جشنِ بہار

☆☆☆

انجینئر عبدالرزاق اویسی، ٹوبہ ٹیک سنگھ

www.naqshbandiaowaisiah.com

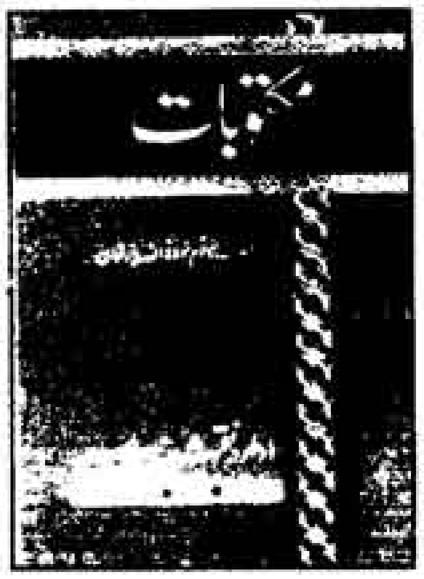

سلسلہ وار..........

مکتوبات از

حضرت العلام **مولانا اللہ یار خان** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

'' کہنے کو مکتوبات ہیں مگر دراصل عرفان و آگہی کا ایسا سمندر جس سے اللہ کی رحمت سے معرفت و حقیقت کے موتی نصیب ہوتے ہیں''۔

قسط نمبر 1

از چکڑالہ

مولوی محمد فضل حسین کے نام

6-6-1963

ناچیز اللہ یار خان

مکرمی و محترمی

السلام علیکم! گرامی نامہ موصول ہو کر کاشف حال ہوا۔ عالی جاہ جناب کے انوار سیر قرآنی تک بوجہ توجہ جناب کے شیخ کے واصل ہوئے۔

آپ نے حقیقت قرآن بزرگان دین سے سنا ہے عالی جاہ اصل میں مقام حقیقت قرآن، حقیقت کعبہ، حقیقت صلوٰۃ یہ منازل دائرہ ولایت محمدیہؐ میں آتے ہیں جو ولایت مخصوص رسول اکرم ﷺ ہے۔ باقی انبیاء کا حصہ منازل اولعزمی تک ختم۔ آگے اگر امتی جائے گا۔ تو وہ بوراثت و کمال اتباع رسول اکرم ﷺ جیسا شاہی محل میں حجام یا باورچی چلا جائے۔ ان منازل تک سوائے عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس وقت تک کوئی ولی اللہ نہیں پہنچا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی روح پر خدا کروڑ کروڑ رحمتیں نازل ہوں، وہ بھی مقام تقرب تک گئے، ان کا خیال تھا کہ مقام رضا سے آگے سیر نظری ہے سیر قدمی نہیں یعنی آگے قدم نہیں رکھ سکتا۔ مگر سیر بدیہی ہے نہ سیر قدمی۔

چونکہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ چیزیں کشف سے معلوم ہوئیں، خود ان منازل کو طے نہ فرمایا تھا۔ مگر پھر بھی یہ تو فرمایا کہ حقیقت صلوٰۃ و کعبہ و قرآن ولایت محمدیہؐ سے خاص ہے اللہ اکبر۔

اب رہا قصہ جناب کے آنے کا فی الحال آپ بندہ کے پاس نہیں آ سکتے۔ میں باری باری سے وقت دیتا ہوں۔ میں قیام طعام کا زیادہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ اس واسطے فی الحال اور رفقاء آ رہے ہیں۔ آپ خط و کتابت جاری رکھیں۔ کچھ دنوں بعد انشاء اللہ جناب عالی کو بلالوں گا۔ حضرت میں پیر نہیں ہوں، نہ بیعت لیتا ہوں۔ بیعت اگر خدا کو منظور ہو تو رسول خدا ﷺ سے کراتا ہوں۔ نہ ہی دل میں کوئی کبھی خیال تک گزرا۔ میں تو اپنے آپ کو کتا سے زیادہ ذلیل جانتا ہوں۔ پیری کے قابل کہاں۔

ہاں جب میرے رب کو منظور ہو تو بیعت رسول اللہ ﷺ سے کراتا ہوں۔ جو پیر مرشد و شافع امت ہیں ہاں اتنی عرض کروں گا۔ اس سلسلہ سلوک میں منازل طے کراتے ہیں جب میرے رب کا فضل شامل حال ہو تو۔ آپ کو اس بدکار سے بڑھ کر اس وقت کوئی آدمی نہ ملے گا۔

میرے رب نے اس معاملہ میں تمام آرزوئیں پوری فرمائیں ہیں۔ جواب دینا۔ وقت کسی وقت بتادوں گا۔

والسلام

www.naqshbandiaowaisiah.com

از چکڑالہ

مولوی محمد فضل حسین کے نام

18-7-1963

الداعی الی الخیر ناچیز اللہ یار خان

مکرمی ومحترمی

السلام علیکم! جناب کا گرامی نامی کافی دنوں سے موصول ہو چکا ہے۔

میں خود کہیں باہر ایک دو جلسہ پر چلا گیا تھا۔ دوم سخت گرمی ہے' سوم کچھ نئے ساتھی حلقہ ذکر میں آ چکے تھے' خیال تھا کہ خدا تعالی مہربانی فرما کر اپنے فضل وکرم سے ان کو فنافی الرسول تک پہنچا دے۔ وہ ہو گیا۔

اب آپ 1963-8-1 بروز جمعرات کو چکڑالہ آ جائیں۔ بہر حال 1963-8-1 بروز جمعرات کوشش فرمانا۔ میں جناب کا منتظر رہوں گا۔ باہر نہ جاؤں گا۔ نیز خیال کرنا صرف آپ ہی تنہا تشریف لانا۔ کسی اور آدمی کو ہمراہ نہ لانا۔ پھر کسی کی خواہش ہوئی تو دوبارہ' بس ایک ایک آدمی کو حلقہ میں لیتا ہوں۔ فائدہ اس میں ہے یہی ٹھیک سمجھا ہے' ساتھ ساتھ قیام وطعام کی تکلیف نہیں ہوتی۔ آج جناب سب انسپکٹر فیض عالم صاحب کا خط سندھ سے آیا کہ یکم اگست کو میں بھی رخصت لے کر آ رہا ہوں۔ ایک ماہ کی رخصت۔ اس سے پہلے جو خط آیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ لاڑکانہ تبادلہ ہو گیا ہے' اس میں بھائی کی شکایت تحریر فرماتے ہیں' باقی خیریت ہے' آنے سے اول ذکر خاص کر لطائف پر کافی زور دینا۔ کہ چلتے لطائف بندہ کے پاس آئیں۔ کہ پھر آگے کوشش کی جائے کامیابی منجانب اللہ ہوتی ہے' میرے ہاتھ میں نہیں۔

☆☆☆

از چکڑالہ

مولوی محمد فضل حسین کے نام

الداعی الی الخیر ناچیز اللہ یار خان

بخدمت جناب

السلام علیکم! جواباً عرض ہے کہ آپ 1963-8-24 بروز ہفتہ علی الصبح لاہور سے چل کر چکڑالہ تشریف لائیں۔ چوہدری شہباز الدین کے ساتھ آپ لاہور سے براستہ سرگودھا' میانوالی' چکڑالہ۔ بن حافظ جی سے پختہ سڑک چھوڑ کر کچی سڑک چکڑالہ کی لینا۔ یا لاہور سے براستہ جہلم' جہلم سے چکوال' چکوال سے میانوالی کی سڑک براستہ تلہ گنگ' آگے بن حافظ جی سے چکڑالہ۔

کام خدا تعالی کے ہاتھ میں ہے مگر مشائخ رضوان اللہ علیہم کے سامنے پیش کریں گے۔ قاضی صاحب وشیر باز آپ کے ہمراہ لاہور چلے آئیں گے۔ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس خصوصی دعا کے لئے' آگے جو منظور خدا ہو گا وہی ہو گا۔

اچھا ہو گا اس کا جواب جلدی دیں۔ اسی تاریخ مقررہ پر آ جائیے گا۔ والسلام

www.naqshbandiaowaisiah.com

از چکڑالہ

مولوی محمد فضل حسین کے نام

ناچیز اللہ یار خان

السلام علیکم! دونوں خطوط مل گئے ہیں اور جناب چوہدری صاحب کا ایک خط بھی ملا۔ جواباً عرض ہے کہ کاغذات کا گم ہونا اچھا معلوم ہوتا ہے' ان میں کوئی بات نقصان دہ تھی' ملک بشیر کے متعلق ہر وقت دعا ہے ہم غافل نہیں' نہ ہی مشائخ کرام نے فراموش فرمایا' ہمیشہ مشائخ سے دعا کرائی جاتی ہے' دیر آمد درست آمد

ملک بشیر کا فکر آپ سے و چوہدری صاحب سے بھی ہم کو بڑھ کر ہے' انجام بخیر ہوگا' ہماری دعائیں ان کے ہمراہ ہیں۔

باقی ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہو۔ الہام و کشف وحی الٰہی نہیں۔ غلطی بھی ہو جاتی ہے' چکوال واپسی پر معلوم ہوا کہ شیر باز کی کلام میں تو ابلیس لعین نے کافی دخل دیا' جمعہ' جمعرات ان کی کلام تھی نہ میری' مگر بے فکر رہیں' دل کو تسلی ہے انجام اچھا ہوگا۔ ہم چوہدری صاحب سے اس غم میں شریک ہیں۔ خدا تعالیٰ اس غم کو خوشی میں بدل دے گا۔ وہ قادر ہے' آپ اپنا بار بار لکھتے ہیں۔ سب کچھ بدست قدرت ہے مگر آپ نا امید نہ ہونا خدا تعالیٰ آپ کو اپنا وصال عطا فرمائے گا۔ خدا تعالیٰ محروم نہ رکھے گا۔ معمول زور سے کیا کرنا۔ ساتھی ہوں تو مل کر کرنا۔ جب حضرت صاحب کی خدمت میں گئے تو آپ کو اطلاع دوں گا۔ چوہدری صاحب کو اسلام علیکم عرض کرنا اور تسلی دینا' دیر آمد درست آمد کا معاملہ ہوگا۔ تمام رفقا حلقہ ملک بشیر کے لئے دعا کرتے ہیں۔ مشائخ سے کراتے ہیں' میں خود عاجز انسان ہوں' بدکار ہوں' گنہگار ہوں' ہر وقت دعا کرتا ہوں۔

نوٹ۔ جس وقت ہی برأت ملک بشیر کی خبر آئے فوری اطلاع فرمانا اور میں 63-9-13 سے 63-9-19 تک ضلع جہلم میں دورہ پر ہوں گا اطلاعاً عرض ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

سلسلہ وار........

فرض کی بجا آوری اور مشن کی تکمیل میں جہاں نوردی کے دوران امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ' کی نگاہِ بصیرت نے کیا دیکھا؟ اچھوتے قلم نے کیسے بیان کیا؟......

پیش خدمت ہے' سفرنامہ

قسط نمبر 1

"غبارِ راہ"

مدینہ منورہ' 8اپریل 1988ء

فاصلے

آج اپریل کی آٹھ تاریخ ہے۔ابھی ابھی مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام جمعہ سے فارغ ہو کر آئے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہیں۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اللہ کریم کا احسان عظیم ہے کہ بہت جلدی جلدی دوبارہ حاضری نصیب ہو جاتی ہے۔سو میں نے سفر کے حالات لکھنے چھوڑ دیئے ہیں کہ ہر بار ایک ہی جیسے تو ہوتے ہیں کوئی نئی بات ہو تو لکھی جائے اب یہ کیا لکھئے کہ یوں سیٹ ملی یوں سفر کٹا' یوں آئے یوں گئے۔مگر اب کے ایک نئی بات ہے جو میں قارئین کرام تک پہنچانا ضروری خیال کرتا ہوں۔یوں کہ اب کے بچے ساتھ تھے اُن کا ارادہ بھی بدر کی زیارت کا تھا خود مجھے بھی خیال تھا کہ مدت گزری پھر وہاں حاضری نہیں ہو سکی۔دراصل وقت کی کمی اور جہازوں کے سفر نے مل کر کوئی موقع ہی نہیں بننے دیا۔اب کے پہلے سے ارادہ لے کر آئے تھے۔سو ۷ اپریل کو جدہ سے کار پر نکلے اور ظہر کی نماز میدان بدر میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوتی۔پہلے غالباً ۷۲ء میں حاضری ہوئی تھی یا ۷۳ء میں' اب سال ٹھیک سے یاد نہیں کہ پندرہ سولہ برس درمیان میں حائل ہیں اور برسوں کے فاصلے ہمیشہ یادوں کے نقوش دھندلا دیا کرتے ہیں۔

خیر! تب یہ سارا میدان خالی تھا۔شہدا کی قبور پر سفیدی لگی ہوئی تھی' اور دُور پہاڑی کے دامن میں چھوٹا سا گاؤں تھا۔ہاں! سڑک پر ہوٹل وغیرہ تھے جو اُس زمانے کے مطابق تھے مگر تھے بہت بڑے بڑے' کھلے کھلے سے۔سہ منزلہ' چار پائیاں سی پڑی ہوئی تھیں اور لمبی نے والے حُقے۔مگر اب تو بات ہی دوسری ہے' ہوٹل بھی جدید بن گئے ہیں بہت سی دوکانیں بھی اور ساتھ پٹرول پمپ وغیرہ' نیز شہر پھیلتا ہوا سڑک تک آ گیا ہے۔میدان بدر جہاں حق و باطل کا سب سے پہلا اور سب سے عظیم معرکہ برپا ہوا تھا درمیان میں رہ گیا ہے اور صرف اتنی جگہ خالی ہے جسے قبرستان قرار دے کر گرداگرد چار دیواری بنا دی گئی ہے۔ورنہ تو فلک بوس عمارتیں' خوبصورت سڑکیں اور شاندار چوک دعوت نظارہ دیتے ہیں لیکن اگر دیدہ دل وا ہو تو یہ سب کچھ کوئی

www.naqshbandiaowaisiah.com

حیثیت نہیں رکھتا بلکہ اصل بات وہ انوارات ہیں جوان پہاڑوں کو ریگزاروں' میدانوں اور صحراؤں کو نصیب ہیں ۔ اصل وہ نشانات ہیں جو نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک سے بنے ۔ جو آج زمین کے سینے پر چاند بن کر چمکتے ہیں یا وہ روشن نشان صحابہ کے قدوم مبارک نے روشن کر دیئے ۔ یہی وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ۔

''اے اللہ! میں سارے کا سارا اسلام کفر کے مقابلے پر لے آیا ہوں اگر یہ لوگ آج یہاں کھیت رہے تو پھر قیامت تک کوئی جبیں تیرے در سے آشنا نہیں ہوگی''۔

یہی وہ میدان ہے جہاں لڑنے کو آسمان سے فرشتے نازل ہوئے تھے اور یہاں وہی شہدا آرام فرما ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے مبارک قدموں میں جانیں نچھاور کر دیں ۔ کٹے ہوئے سینے' پھٹے ہوئے جسم اور خون آلود لباس میں سونے والے یہ لوگ کیا ہیں؟ عظمتوں کے نشان ہیں ۔ اسلام کی بنیاد ہیں یہی وہ قیمتی پتھر ہیں جن پر دین کی عمارت کھڑی ہے ۔

بظاہر تو قبروں کے نشان مٹا دیئے گئے ہیں مگر دل کی آنکھ کو دیکھنے سے کون روک سکتا ہے ۔ یہ روشنی حکومتوں کے اختیار میں نہیں ۔ اس پہ شاہوں کا بس نہیں چلتا یہ خداداد نعمت جسے اللہ کریم دے دیں' اُس سے کوئی چھین نہیں سکتا ۔ سو ہم بھی چار دیواری کے پاس کھڑے دیکھتے گئے ۔ ہمارے ڈرائیور صاحب نظر تھے کہنے لگے

''جہاں جہاں کوئی شہید دفن ہے وہاں یوں نظر آتا ہے جیسے نور کا فوارہ اُبل رہا ہو یا نور کا درخت ہو' مگر عجیب بات ہے سب درخت ایک برابر نہیں ہیں چھوٹے بڑے ہیں''۔

اور پھر میں نے ہی اس کی توجہ قلیب بدر کی طرف مبذول کروائی ۔ یہ ایک گڑھا تھا جو وہاں قدرتی طور پر بنا ہوا تھا ۔ کفار کی نعشیں وہاں پھنکوا دی گئیں اور اوپر مٹی ڈال دی گئی کہ تعفن پھیل رہا تھا ۔ یہی وہ گڑھا ہے جس کے اوپر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا تھا ۔

''ہم نے اللہ کا وعدہ سچ پایا تو کیا تم نے بھی سچ پالیا یا نہیں؟''

تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا'

''یارسول اللہ! کیا یہ سن رہے ہیں؟''

فرمایا'''تم سے زیادہ' مگر جواب نہیں دے سکتے''۔

اس سے مراد بھی یہ ہے کہ طریق عادی پر جواب نہیں دے سکتے کہ ہر کوئی ظاہر کے کانوں سے نہیں سن سکتا ۔ اور مرنے والے وہ بات بھی سن سکتے ہیں جو قبر پر بطور عادت انسانی کے کہی جائے مگر عجیب بات یہ ہے کہ چند قدم کا فاصلہ ہے ۔ شدا کی قبور کے ساتھ چھوٹی سی ٹیکری ہے یا مٹی کا ایک چھوٹا سا ڈھیر جس پر پتھر پڑے ہیں اس کے ساتھ سے بارش کا پانی گزرتا ہے ۔ دوسری طرف بھی چھوٹی سی ٹیکری ہے' مگر اس سے ذرا چھوٹی ۔ اُن کے درمیان ہی وہ مشہور گڑھا تھا جو آج بھی دوزخ کی آگ سے بھڑک رہا ہے اور شعلوں کی زبانیں دُور تک لپکتی ہیں جیسے بھوکے اژدھے پھنکار رہے ہوں ۔ میدان وہی ہے' مقام وہی ہے پہاڑ اور ریگزار وہی ہیں ۔ پھر قبروں میں تو چند قدموں یا چند گزوں کا فاصلہ ہے مگر حالت میں بہت لمبا فاصلہ ہے کہ ایک طرف جنت نچھاور ہو رہی ہے نعمتیں ہیں' نور ہے' رحمتیں ہیں اور بخششیں بٹ رہی ہیں' آنے جانے والے بھی جھولی بھر کر لے جا رہے ہیں ۔ مگر چند گزوں پر دوزخ کی گرمی ہے تپش ہے جہنم کے جانور ہیں' عذاب ہیں اور ایذائیں ہیں اور مکے کے بڑے بڑے مشرک سردار چیخ رہے ہیں' چلا رہے ہیں نہ کوئی فریاد رس

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے نہ داد کرنے والا۔ تو یہ فاصلہ کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ اس فاصلے کا تعلق زمین سے ہے نہ زمانے سے' اس کا واسطہ ان تعلقات سے ہے جو ان لوگوں کو محمد رسول اللہ ﷺ سے نصیب تھے جن کے تعلقات درست تھے انہوں نے نہ صرف آباؤ اجداد کی رسومات ترک کیں' پہلوں کا عقیدہ چھوڑا بلکہ گھر بار چھوڑا حتیٰ کہ جان بھی نچھاور کر دی مگر تعلقات پر آنچ نہ آنے دی۔ ان پر اللہ کی جنتیں نچھاور ہو رہی ہیں۔ جنہوں نے باپ دادا کی رسومات عزیز رکھیں' رواجات عزیز رکھے' ان پر جان دی' اب ان کی فریاد سننے والا کوئی نہیں جن کی فریاد اللہ نہیں سنتا۔ ان کی بات سننے والا اور کون ہو سکتا ہے؟

یہ فاصلے تعلقات کے ہیں' معاملات کے ہیں واسطوں کے ہیں۔ تو کیا ہم بھی اپنے تعلقات پر نظر ثانی نہ کر لیں؟ کیا ہم نے آپ ﷺ کے لئے رسومات کو چھوڑا ہے؟ توہمات کو چھوڑا ہے؟ ناپسندیدہ عادات کو چھوڑا ہے؟ اگر ایسا نہیں تو کہیں یہ فاصلہ ہمارے تعلقات میں نہ آ جائے اور خدانخواستہ ایسا ہوا تو پھر کوئی دوسری ہستی ہمارے لئے بھی امداد کا باعث نہ بن سکے گی۔

سو ہمیں عقائد میں' اعمال میں' سوچ میں' کردار میں' فاصلوں کو کم ہی نہیں کرنا مٹانا ہوگا۔

اللہ کریم ہمیں اس کی توفیق ارزاں فرمائیں!

مکہ مکرمہ' ۱۰ اپریل ۱۹۸۸ء

انجام

کل صبح مسجد نبوی شریف میں حاضری دی اور سلام عرض کرنے کے لئے روضہ اطہر کی طرف بڑھا مگر یہ سوچ کر کہ بھیڑ ذرا کم ہو لے' بیٹھ گیا' احباب بھی ساتھ تھے آدھ پون گھنٹہ بیٹھے ہوں گے کہ رش تقریباً ختم ہو گیا ہم آگے بڑھے تو روضہ اطہر کے سامنے اصحاب صفہ کے چبوترے کے قریب پہلے محراب کے اندر ایک آدمی فوت ہو چکا تھا۔ لوگ جمع تھے جنہیں شُرطے منتشر کر رہے تھے۔ شوق پیدا ہوا کہ اُس خوش نصیب کی زیارت ہی ہو جائے' جس نے درِ رسول اللہ ﷺ پر جان دی ہے۔ پہلے سُن رکھا تھا کہ شہیدی نے یہ شعر کہا تھا

تمنا ہے درختوں پر تیرے روضے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

تو اس کا یہ شعر اس درجہ مقبول ہوا کہ زیارت نبوی کو حاضر ہوا تو جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ سبحان اللہ! کہنے والے نے کس درد سے کہا ہوگا مگر سننے والے کے کرم کی بھی انتہا نہیں۔ سو ہم شُرطوں کی پرواہ کئے بغیر آگے بڑھے' مگر یہ کیا؟ مرنے والا اس رُخ پہ پڑا

www.naqshbandiaowaisiah.com

تھا کہ دونوں پاؤں اصحاب صفہ کے چبوترے کی طرف تھے خالی ہاتھ دونوں اطراف کو پھیلے ہوئے تھے اور منہ بائیں طرف مُڑا ہوا تھا۔ حالانکہ قبلہ اس کے دائیں رخ تھا۔ مرنے سے پہلے گورا چٹا تھا مگر اب چند لمحوں میں چہرہ سیاہ سے سیاہ تر ہوتا جا رہا تھا۔ دل دہل گیا' خدایا یہ کیسا انجام ہے؟ یہ کس حال کے آثار ہیں اور کس راستے کے نشان ہیں۔

ہم آگے بڑھ گئے' ریاض الجنتہ سے گزر کر جالی مبارک کے سامنے گئے عبدالرقیب ساتھ تھا' وہ بھی اپنی بساط کے مطابق انوارات کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے مگر کمسن ہے فرق سمجھنا اُس کے بس کی بات نہیں۔ ہاں! یہ ضرور جان رہا تھا کہ مسجد نبوی آپ ﷺ کی کہاں تک تھی اور بعد میں کہاں سے بڑھائی گئی' حضور اکرم ﷺ کا محراب کونسا تھا' حنانہ ستون کے بارے خاص طور پر پوچھ رہا تھا۔ پھر ہم چلتے چلتے جالی مبارک کے سامنے پہنچے تو عجیب بات ہوئی بتایا کہ یہاں آپ ﷺ تشریف رکھتے ہیں' تو کہنے لگا' ابو! مجھے دونوں قدم مبارک نظر آرہے ہیں بہت سفید ہیں' جیسے روشنی کے بنے ہوئے ہوں۔'' یہ بھی ان کا کرم ہے ورنہ اس کی عمر ہی کیا ہے ابھی پورے سات سال کا بھی شاید نہ ہوگا۔ بھلا رُخ انور کی تاب کہاں لاسکتا ہے۔ ایسے ہی شیخین رحمتہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں سلام عرض کیا اجازت چاہی اور واپسی کا سفر شروع ہوا۔ تو جدہ تک جہاز سے تھا۔ جدہ آرام کیا' عصر کے بعد روانہ ہوئے شام تک عمرہ سے فارغ ہو سکے پھر احباب کے ساتھ ذکر نصیب ہوا۔ الحمد للہ! ہر جگہ ایسے ہی لوگ مہیا فرما دیئے ہیں جو صرف اللہ کے لئے دوستی رکھتے ہیں اور بس رات آرام کیا۔ صبح ذکر کے بعد کچھ دیر حرم شریف میں بیٹھے کہ بچوں کا اصرار تھا حجر اسود کو بوسہ دیں گے۔ سو جب کچھ بھیڑ کم ہوئی' لوگ ناشتے وغیرہ کے لئے چلے گئے تو ہم نے طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دینا بھی نصیب ہوا بچوں کو بھی اور مُلتزم پہ دعا مانگنے کی جگہ بھی مل گئی بشیر بھائی بھی بچوں سمیت آئے ہیں سو اہلیہ کو ساتھ مل گیا۔

واپس آئے' ناشتہ کیا اور زیارات کے لئے چلے گئے اصل میں یہ عمرہ تھا ہی زیارات کے لئے کہ اہلیہ حج پر تو زیارات کر نہ سکی تھیں۔ نہ اس وقت ایسا کرنا ممکن ہی ہوتا ہے۔ سو پھر اس کے لئے عمرہ کی سعادت نصیب ہوگئی۔

الحمد للہ! ہم آج صبح کار پہ نکلے ساتھی ساتھ دوسری گاڑی پہ تھے سب سے پہلے غار ثور کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تقریباً ایک تہائی پہاڑ تک موٹر چلی جاتی ہے اس لئے نہیں کہ زائرین کی سہولت کے لئے سڑک بن گئی ہے۔ وہاں بجلی کے بڑے بڑے پول نصب کئے جارہے ہیں جہاں تک کمپنی کی گاڑیوں کو بہر حال جانا ہوتا ہے۔ سو ہماری کاریں بھی اس کھمبے تک چلی گئیں وہ ایسی جگہ تھی جہاں سے وہ بڑا پتھر بھی نظر آرہا تھا جس کے نیچے غار ثور ہے اور دوسری طرف کا وہ پہاڑی سلسلہ بھی جس طرف نبی اکرم ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے کاندھوں پہ سوار ہو کر وہاں تک پہنچے۔ کچھ تو احباب نے پوچھا' گھر والوں نے سوال پوچھے اور کچھ خود میرے دل میرے ضمیر کے سوالات تھے۔ گھر والوں اور دوستوں کو سوالات کے جوابات تو میں نے دیئے' انہیں بتایا' انہیں سمجھایا مگر اے میرے دل! مجھے کون بتائے گا؟ میرے سوال کا جواب کہاں سے آئے گا؟ میں پاگل ہوں یا ہو رہا ہوں کہ ابھی اتنا ہوش باقی ہے جس

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے اپنے پاگل پن کا احساس ہے۔

دوستوں نے' گھر والوں نے وہ حالات اور واقعات پوچھے جو تاریخ کا حصہ ہیں جو آپ سب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے کیسے ہجرت کی؟ کعبہ شریف تشریف لائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؓ کی صاحبزادی حضرت اسما رضی اللہ عنہا نے ستو وغیرہ اپنا دوپٹہ پھاڑ کر باندھ دیئے اور شہر سے اس پہاڑ کے ساتھ ساتھ تشریف لائے جو اس چھوٹے سے ریت کے میدان سے گزرگاہ کو ملا دیتا ہے یہاں تک کہ پاؤں مبارک زخمی ہو گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے کاندھوں پر اٹھایا اور پہاڑی پر چڑھنا شروع کر دیا پھر اگلی چوٹی پھر اگلی چوٹی اور پھر غالباً آخری بلند ترین چوٹی جس پر غار ثور تھا تک پہنچے۔ پہلے غار کو صاف کیا جہاں جہاں کوئی سوراخ نظر آیا اپنی قبا مبارک پھاڑ کر اس کو بند کر دیا' اندر جگہ درست کی اور حضور اکرم ﷺ کو اندر بلا لیا گود میں سر مبارک رکھ لیا آپ ﷺ نے آرام فرمایا۔

اسی جگہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام بکریاں لاتا اور دودھ دھو کر پیش کرتا' نیز مکہ کی خبریں عرض کرتا' پھر اسی جگہ تلاش کرنے والے بھی پہنچے' غضب کے کھوجی تھے' غار کے منہ تک لے گئے مگر حفاظت کرنے والے کی بے نیازی دیکھئے' مکڑی کو فرمایا' منہ پر جالا تن دو یعنی یہ اتنے کمزور اور حقیر ہیں کہ انہیں روکنے کے لئے کسی فوج کی ضرورت نہیں کوئی شیر بٹھانے کی ضرورت نہیں کسی اژدھے کی ڈیوٹی لگانے کی حاجت نہیں' نہ فرشتوں کو کھڑا کرنا ضروری ہے بس اُن کے لئے مکڑی کا جالا کافی ہے' واہ میرے مالک! تیری شان۔ کائنات کی عظیم ترین نعمت کی حفاظت اس کے بدترین دشمن سے کس طرح فرمائی۔ یہ تو وہ باتیں تھیں یا ان باتوں کا خلاصہ جو میں نے احباب سے عرض کیں۔ اب میرا سوال خود اپنے سے بھی اور آپ سے بھی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبل بعثت بھی بہت زیادہ عزت تھی' خاندانی وجاہت کو اس میں ضروری دخل تھا۔ اور آپ کے ذاتی اوصاف اس کا بہت بڑا سبب تھے حتی کہ اہل مکہ آپ ﷺ کو صادق' امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ جھگڑوں کے فیصلے آپ ﷺ سے کرواتے' حجر اسود کے نصب کرنے پر بہت بڑے فتنے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ مگر آپ ﷺ کی دانشمندی اور پیغمبرانہ بصیرت ہی کام آئی تو پھر آپ ﷺ سے اس قدر برہم کیوں ہوئے' اتنے بگڑے کیوں؟ اس قدر دشمنی کس لئے کہ ہجرت پہ مجبور ہونا پڑا' پتھر کھانے پڑے' طعنے سُننا پڑے' ایذا برداشت کرنا پڑی' جنگیں لڑنا پڑیں' رُخ انور زخمی ہوا' دندانِ مبارک شہید ہوئے' خدام نے قدموں میں جانیں دیں۔

آخر یہ سب کس لئے؟ ایسا کیوں ہوا؟

صرف اس لئے کہ آپ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا' اللہ کی کتاب پیش فرمائی۔ ان کی رسومات' ان کے عقائد' ان کے اعمال کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا بتوں کی خدائی کا نہ صرف انکار فرمایا بلکہ اُسے چیلنج فرمایا اور اس پر اہل مکہ کی آپ ﷺ سے ٹھن گئی۔

مگر ٹھہریئے! کیا مکہ والوں نے صُلح کی کوشش بھی کی یا صرف جنگ کی باتیں کرتے رہے۔ نہیں! صلح کی بہت کوشش کی' اس حد تک کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہ آپ ہمارے خداؤں کا انکار کریں نہ ہم آپ سے چھیڑ کرتے ہیں بلکہ اس حد تک گئے کہ اگر چاہو تو عرب کی حسین ترین عورت آپ کو پیش کر دیں۔ دولت چاہو تو ہم اتنی جمع کر دیں کہ عرب میں کسی کے پاس نہ ہو' حکومت چاہو تو ہم آپ کو بادشاہ تسلیم کرتے ہیں مگر جانتے ہو آپ ﷺ نے کیا جواب ارشاد فرمایا' فرمایا تم زمین کی نعمتوں کی باتیں کرتے ہو' اگر تم میرے ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج لا کر رکھ دو تو بھی اپنے رب کا پیغام ضرور پہنچاؤں گا۔ تب بات جنگ تک پہنچی پھر جو ایذا آپ ﷺ نے برداشت فرمائی' اس کے لئے آپ ﷺ کا یہی ارشاد کافی ہے کہ جس قدر ایذا مجھے دی گئی' کسی نبی اور رسول کو نہیں دی گئی' آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لانے والے آپ ﷺ کے جان نثاروں نے جو تکالیف برداشت کیں بیان سے باہر ہیں اور پھر اندھیری رات میں ہر قبیلے کے جوان نے آپ ﷺ کے مکان کو گھیر لیا کہ قتل کئے بغیر نہ ٹلیں گے۔ بنو ہاشم کس کس سے انتقام لیں گے۔ آپ ﷺ نکلے کعبۃ اللہ سے ملاقات فرمائی' ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیا۔ رات کی تاریکی' دشمن کا خوف اور کائنات کی نعمت کاندھوں پہ ہے۔ حتیٰ کہ غار میں ہیں تو دشمن دروازے تک پہنچے۔ یہ سب کچھ آپ ﷺ نے اس اسلام کے لئے برداشت فرمایا' جس پر عمل ہمارے لئے مشکل ہو رہا ہے۔

آج ہم مغربی تہذیب سے مرعوب انگریز بن کر طواف کرنے بھی آتے ہیں' نماز کے لئے اٹھنا دوبھر ہے' زکوۃ کا ہم اہتمام نہیں کرتے۔ رمضان سے ہمیں لگاؤ نہیں وضع میں نصاریٰ' معیشت میں یہود اور رسومات میں ہندو ہمارے پیشوا ہیں۔

میرا دل' میرا ضمیر مجھ سے پوچھ رہا ہے کیا تم اس حال میں مرو گے تو کہاں جاؤ گے؟ کس کے پاس پہنچو گے؟ تمہارا انجام کیا ہوگا؟ اور میرے پاس کوئی جواب نہیں حیلے ہیں' بہانے ہیں' باتیں ہیں مگر جواب نہیں۔ آپ کے پاس ہے تو بتا دیں کہ میں دل کو ضمیر کو خاموش کر سکوں' اسے سمجھا سکوں۔ کاش! کوئی بتا سکے ہمارا انجام کیا ہے؟ کیا ہماری سمت بدل جائے گی؟ رُخ مڑ جائے گا۔ رنگت سیاہ ہو جائے گی اور جدھر سرشار ہوتے ہیں' اُدھر پاؤں ہوں گے۔

اللہ کریم ہمیں اس انجام سے بچالے' تجھے سب توفیق ہے۔ ہمارے گناہ معاف فرما اور اپنے نبی ﷺ کی اطاعت نصیب فرما' آمین

(جاری ہے۔)

☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

قسط نمبر 1

سلسلہ وار............

تصوف کی حقیقت، شیخ کی ضرورت واہمیت، مقامِ شیخ اور آدابِ شیخ پر آسیہ اسداعوان صاحبہ کا منفرد تحقیقی مقالہ

"طریق السلوک فی آدابِ الشیوخ"

نوٹ۔ (آسیہ اسداعوان صاحبہ اب قلم کی دنیا میں "اُم فاران" ہوچکیں)

وضاحت

اس مقالہ میں اولین ترجیح موضوع کی وضاحت اور سمجھنے کو دی گئی، عقلی اور نقلی دونوں اعتبار سے اور بغیر کسی جانبداری کے دلائل و براہین واقوال جمع کئے گئے ہیں۔ اور جہاں میں نے اپنے شیخ اور ان کے شیخ کے فرمودات نقل کئے ہیں وہاں بتدریج "شیخ المکرم" اور "اعلیٰ حضرت" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اعلیٰ حضرت سے میری مراد نسبت اویسیہ کے مجدد شیخ "حضرت اللہ یار خان (متوفی 1984ء) کی ذات مراد ہے۔ اللہ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کے درجات مزید بلند فرمائے۔ آپؒ نے نسبت اویسیہ کی خلافت اپنے شاگرد "حضرت مولانا محمد اکرم اعوان" کو منتقل فرمائی جو سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے موجودہ شیخ ہیں اور جن کیلئے "شیخ المکرم" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

تربیت السالکین فی آداب شیخ

حرف آغاز: مجھے حیرت ہوا کرتی تھی کہ لوگ کس طرح سال ہا سال ایک تحقیقی مقالہ پہ لگا دیتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے اتنے سالوں میں لکھا اور کسی کا کوئی دعویٰ ہے۔ میرا ایسا کوئی دعویٰ نہیں ہے بلکہ مجھے تو چندروز قبل تک یہ کہنے میں بھی باک تھا کہ میں تصوف پہ کوئی مقالہ لکھ رہی ہوں۔ تا آنکہ یہ معرضِ وجود میں آ ہی گیا۔ یوں بھی میری اتنی بساط کہاں کہ تصوف جیسے موضوع پہ قلم اٹھا سکوں۔ اس لئے ہمت کر کے میں نے اس چمنستان رنگا رنگ سے مقالے کے لئے ایک انتہائی نازک لیکن بنیادی اہمیت کا حامل موضوع تلاش کر ہی لیا جس کا تعلق "آدابِ شیخ" سے ہے۔

دراصل بہت سے احباب کو دیکھ کر مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ تصوف کی مقدس دنیا میں اکثر سالکین شیخ کا مقام جانتے ہیں نہ آداب۔ اور میں نے چاہا کہ جس طرح ہر شعبہ زندگی اور ہر ادارے کے اپنے اصول وضوابط ہوتے ہیں، سکول، کالج کے اپنے، ایوان صدر کے اپنے عدالت کے الگ اور مسجد کے الگ، اسی طرح حق کے متلاشیوں کو آگاہ کیا جائے کہ مکتبہ عشق، جس کے بارے کسی عارف نے کہا ہے کہ

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

اس میں رہنے کے آداب کیا ہیں جہاں سے اس جہان کی حشر سامانیوں میں رہتے ہوئے بھی وصال الٰہی کی نوید ملتی ہے جہاں سے عشق رسولؐ بٹتا ہے۔ ورنہ کہیں ہم لاعلمی میں یا اپنے نام نہاد علم کے زعم میں اس مقام پہ نہ پہنچ جائیں کہ "ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون" ۴۹:۲ یعنی تمہارے اعمال ضائع کر دیے جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو کہ قانون کی نظر میں لاعلمی کوئی جواز نہیں (Ignorance of Law is no excuse) یہ آدابِ شیخ و آداب اکتساب فیض وتصوف میں قانون کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہاں سالکین خلوص دل کے ساتھ ان پر تب ہی عمل پیرا ہو سکتے ہیں جب انہیں بذات خود تصوف کی نازک راہوں سے کچھ آگہی ہو۔ نیز مقام شیخ معلوم ہو۔ کہ کسی شے کی قدر معلوم کرنے کے لئے اس کی قیمت سے واقف ہونا لازمی ہے۔

میری بھی یہ عرق ریزی تین برسوں پہ محیط ہے اور تادم تحریر میرا دل خوف طبعی سے نہیں خوف حقیقی سے لرزاں وترساں ہے کہ مجھ سے کوئی گستاخی نہ ہو جائے میں کہیں اپنی اوقات اپنی حدود نہ بھول جاؤں کہ یہ کام بہت عظیم ہے اور میری حیثیت پر کاہ۔ اور میرے سامنے عظیم سے عظیم تر ہستیاں ہیں جن کی میں خوشہ چیں ہوں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہاں ایک بات جو میرے ذاتی تجربے میں آئی اور جواب تین سالوں پر محیط کاوش کا نچوڑ ہے کہ اللہ جب اپنا کام لینا چاہتا ہے تو کسی پتھر سے بھی لے لیتا ہے۔اس قادرِ مطلق نے میری ایسی ایسی دستگیری فرمائی کہ کبھی میرے سامنے مشکلات پہاڑ کی طرح حائل ہو جاتیں اور میں گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوتی۔لیکن جوں ہی بسم اللہ کر کے دوبارہ شروع کرتی تو اس دلجمعی اور سہولت سے کام ہو جاتا کہ میں حیرت میں ڈوب کر دل کی گہرائیوں سے اس کا شکر بجا لاتی۔اور بعض اوقات یوں بھی ہوا کہ کسی اہم نقطے یا بات کے ثبوت میں کوئی قول فعل نہ مل پاتا جب میں بے دھیانی میں کتاب کھولتی تو اپنا مطلوب سامنے آ جاتا اور کبھی متعلقہ کتاب میں کاغذ یا قلم مین اس جگہ پہ رکھا ملتا جہاں سے میری مقصد بر آئی ہو جاتی۔کسی لائبریری میں تلاش بسیار کے بعد جب مطلوبہ کتاب نہ ملتی تو واپس پلٹتے ہوئے جونہی ایک بے ترتیب کتاب کو میں قطار میں سیدھا کرنا چاہتی تو یہ وہی کتاب ہوتی جس کی مجھے تلاش تھی۔نیز قلبی کیفیات واردات جو اس راہ میں مجھے نصیب ہوئیں وہ میری زندگی کا اثاثہ ہیں۔اس تحقیق کے دوران مجھے دورِ حاضر کے ایک بلند پایہ صوفی امیر محمد اکرم اعوان شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی طرف سے خصوصی توجہ اور رہنمائی ملی۔ میرے ہر سوال کا آپ نے مفصل جواب دیا۔اکثر عربی و فارسی عبارات کے تراجم میں بھی آپ نے میری مدد فرمائی۔

اس ضمن میں مجھے دو باتوں نے اب تلک حیرت میں ڈال رکھا ہے کہ آپ کو میرے سوال و جوابات کے لئے کبھی کوئی لمبا چوڑا وقت درکار نہ ہوتا نہ خاص ماحول۔اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اٹھتے بیٹھتے اتنے اہم مسائل بے تکلف بیان ہو جاتے۔دوسرے یہ کہ آپ نے مجھ پر اس درجہ اعتبار کیسے کر لیا کہ میں نے ان کی ہر تشریح بعینہٖ سمجھ لی ہے اور جس کام کا میں نے بیڑا اٹھایا ہے میں اس کی اہل بھی ہوں اور آیا یہ تحقیقی مقالہ ایک مفید' جامع اور موزوں دستاویز کی صورت میں سامنے آ کر سالکین کے لئے استفادہ کا سبب بھی بن سکے گا یا نہیں۔

میں صدق دل سے معترف ہوں کہ اس مقالہ کا ذاتی طور پر مجھے بہت فائدہ ہوا ہے میں نے بہت کچھ سیکھا' سمجھا' محسوس کیا اپنی اصلاح کی اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر اس سے کسی فرد کی اصلاح ہو گئی تو میری عاقبت سنوارنے کے لئے یہی کافی ہے۔انشاء اللہ

اصل موضوع

اب مقالہ کے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔تو ادب سیکھنے کا دوسرا نام تربیت ہے۔اس لئے دین ہو یا دنیا' ظاہر ہو یا باطن ادب سے ہی سب کاموں میں زیب و زینت ہے۔اس میں کسی مومن و کافر کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ سب ادب کی ضرورت و اہمیت پہ متفق ہیں۔فرق اگر ہے تو صرف اتنا کہ کافر کے لئے اخلاقیات انسانیت کا تقاضا ہیں اور مومن کے لئے علاوہ ازیں دین کا بھی تقاضا ہیں۔حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

(1) حسن الادب من الایمان (ادب کا شائستہ ہونا ایمان سے ہے)

(2) ادبنی ربی فاحسن تادیبی (میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور خوب تادیب کی)

ادب کیا ھے؟

کسی کو اس کے حق کی رعایت دینا ادب ہے۔کسی کام' معاملے' تعلق یا رشتہ میں جو تعظیم و تکریم' مروت و خوش خلقی درکار ہے وہ ادب ہے اس کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ یہ تمام تر اخلاقیات پہ حاوی ہے اور اس کی ضرورت و اہمیت اس قدر مسلمہ ہے کہ دین و دنیا پر محیط ہے۔

کاروبارِ حیات میں اللہ کی مخلوق کو اپنے نفس کے شر سے محفوظ رکھنا' فرائض و حقوق کی پاسداری' راست بازی و خوش اخلاقی و خوش گفتاری و خوش اسلوبی و خوش اطواری آدابِ زندگی ہیں۔اور دین میں ادب فقط یہ ہے کہ دین اسلام کو اپنے اصل روپ میں مانا جائے۔اور وہ کیسا ہے؟ یہ جاننے کے لئے واحد ذریعہ کامل اتباع رسول ﷺ ہے۔اس حد تک کہ اس بارگاہ میں عشق و محبت جیسا بے اختیار جذبہ بھی پابند سلاسل ہے۔

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

وہ جو خود اللہ کا محبوب ہے اگر تم اسے محبوب بنانا چاہتے ہو تو کیا کرو گے؟ اللہ خود بتاتا ہے۔قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ (اگر تم اللہ کی محبت کے دعوے دار ہو تو میری اتباع کرو وہ تمہیں محبوب بنا لے گا۔) نیز اس کی محفل میں کیسے بیٹھنا ہے؟ گفتگو کیسے کرنی ہے؟ کہاں تک کرنی ہے؟ آواز کا زیر و بم

کیسا ہو؟ نگاہ کہاں ہو اور سماعت کے آداب کیا ہیں؟ اسے پکارنے کا طریقہ کیا ہے اس کے ساتھ چلنے کا سلیقہ کیا ہے؟ کھانا' پینا' بیٹھنا' کھڑے ہونا غرض ہر ہر حرکت اس کے حضور کیسے انجام پائے گی۔ وہ محبت خود بتاتا ہے۔ من احب سنتی فقد احبنی و کان معی فی الجنته (جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔)

تو معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا حقدار ہونا بھی اس کے محبوب ﷺ کی کامل اتباع سے مشروط ہے بلکہ ساتھ یہ بھی اعلان ہے۔ ویغفر لکم ذنوبکم (اور تمہارے سب گناہ معاف کر دے گا) یعنی پھر نہ صرف میں تمہیں اپنا محبوب بنالوں گا بلکہ تمہارے سارے گناہ بھی معاف کر دوں گا۔ اور اگر کامل اتباع نہ ہوا تو میرے تمہارے تعلق میں کبھی گہرائی و گیرائی نہ آ سکے گی)

جب منبع رحمت سے دامن ہٹ گیا اور رحمتیں بانٹنے والے رحمتہ اللعالمین کی سنت سے محبت کا رشتہ استوار نہ ہو پایا تو پھر پیچھے دین کیا بچا؟ تو کیا اب بھی یہ سمجھنے میں تاخیر ہوگی کہ سارے کا سارا دین فقط اتباع رسول ﷺ اور سنت خیر الانام سے محبت ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آج کے اس پر آشوب دور اور نفسانفسی کے عالم میں ہم کس طرح چودہ سو سال کا راستہ طے کر کے اپنے پیغمبر ﷺ کے مقام و مرتبے کو پہچان کر آپ ﷺ کا اتباع کامل اپنا سکتے ہیں ایسا صرف جذبہ جنوں ہی کروا سکتا ہے جو محبت کی راہوں کی آخری اور انتہائی منزل ہے اور جو رجحان' میلان' دلچسپی' محبت' عشق کے مدارج طے کرتی ہوئی شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں　　　میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

یہی اس کی واحد صورت ہے اور یہی جذبہ آپ ﷺ کی ایک نگاہ سے یا چند لمحوں کے فیض صحبت سے ان نفوس قدسیہ کو ملا جنہیں ہم آج لسان نبوت اور ترجمان ماننے پر فخر کرتے ہیں۔ فقط ایک جذبہ کا بار اٹھا لو باقی سب کام یہ خود کروا لیتا ہے۔ اسی جنوں کی حد تک غلامی میں حیات جاودانی کا راز مضمر ہے اور مکتبہ عشق کا سبق یاد کرنے والوں کو بھلا پھر چھٹی کہاں؟

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے　　　کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

تو بندہ مومن خود اپنے محبوب کی اتباع میں محبوب کی تصویر بن جاتا ہے۔ جینا' مرنا' دوستی' دشمنی' صلح و جنگ یہاں تک کہ محبت کے انداز بھی سب اس کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں اور اس کے لئے محنت کوشش تک نہیں کرنی پڑتی۔ خود بخود یہ سب کچھ ہوتا چلا جاتا ہے اور یہ صاحب جنوں' حامل کامل اتباع جنت کی نعمتوں سے بھی بے نیاز ہو کر فقط محبوب کی محبت میں ڈوب کر محبوب جیسا بن جانے کی ابدی تمنا میں سرگرداں ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس میں حق عبادت بھی ادا ہو جاتا ہے۔ نبی کی پیروی بھی' گناہ و عذاب سے نجات بھی اور جنت اور رضائے الٰہی جیسا انعام بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ہمارے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہر عمل' آپ ﷺ کی ہر ادا پر تو آپ ﷺ کی پسند و ناپسند حتیٰ کہ حیات مبارکہ کا ایک ایک سکون' ایک ایک حرکت یہی تو سارا دین ہے۔ وجہ بڑی سادہ سی ہے۔ خود خالق کائنات کی گواہی موجود ہے۔

وما ینطق عن الھوی ان ھو الاوحی یوحی　　　اور آپ ﷺ اپنی خواہش سے کچھ نہیں ارشاد فرماتے مگر وہ جو آپ ﷺ کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے۔

ومارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی　　　اور آپ نے کنکر نہیں مارے' جب آپ نے کنکر مارے لیکن وہ اللہ نے مارے

اب سوال یہ ہے کہ یہاں تک کیسے رسائی ہو؟ یوں تو عشق نہ سکھانے کی شے ہے نہ سیکھنے سے آتا ہے یہ تو دل کی پکار ہوتی ہے پھر کون سا دل اپنی طلب میں کتنا سچا ہے' کتنا قوی ہے یہی تو مقصود ملنے کی اساس ہے اور جس کی طلب سچی ہو مالک حقیقی اسے محروم نہیں فرماتا۔ بلکہ وہ تو کہتا ہے تم ارادہ کرتے ہو میں بڑھ کر تھام لیتا ہوں' تم چل کر آتے ہو میں دوڑ کر آتا ہوں' تم ایک ہاتھ آگے بڑھتے ہو میں دس ہاتھ آگے بڑھتا ہوں۔ اسی لئے تو گناہ گار کو جس لمحے اپنی غفلت و معصیت کا ادراک ہوتا ہے اور وہ اللہ کی طرف ازراہ ندامت رجوع کرتا ہے تو توبہ قبول ہو جاتی ہے اور واپس پلٹنے کے لئے اسے نافرمانی میں بیتے سالوں جتنی مدت دوبارہ اطاعت کے لئے درکار نہیں ہوتی۔ اللہ کریم تو اس کا اتنا بھی نقصان نہیں ہونے دیتے کہ مدت عمر کم ہو جانے کی تلافی کے طور پر وہ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ماں سے ستر گنا زیادہ مہربان ہونے کی بات پر اعتبار آ جاتا ہے۔جبھی تو کوئی بڑے سے بڑا گناہ گار بھی از روئے اسلام قابل نفرت نہیں ہے تا آنکہ وہ اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جائے۔

رحمت ہوئی طالب عصیاں　　　رشک کرے گی پاکیٔ داماں

حاصل کلام یہ کہ جب طلب صادق اور عزم مصمم ہمرکاب ہوں تو پھر تو سفر لمبا ہے نہ منزل کٹھن۔اللہ کریم خود اسباب پیدا فرما دیتے ہیں اور اپنے ایسے بندوں تک رہنمائی فرما دیتے ہیں جو اسے فنافی الرسول ﷺ کر دیں واصل باللہ کر سکیں۔

اللہ کے ایسے مقبول بندے ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں جو لوگوں کی باطنی اصلاح کر کے ان کے قلوب کو پاک کرتے ہیں اور صدیوں کے فاصلے پاٹ کر لمحوں میں طالب صادق کو بارگاہ رسالت میں پیش کر دیتے ہیں۔یہی لوگ صحیح وارث انبیاء ہیں۔اب جبکہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تو جس اللہ کی مخلوق نے آپ ﷺ کا زمانہ نہیں پایا اس کی رسائی آپ ﷺ تک کیونکر ممکن ہوئی اور آپ ﷺ سے برکات و کیفیات قلبی کیسے اخذ ہوں گی؟قلبی تعلق کیونکر قائم ہوگا؟

تو اس کے لئے ہر زمانے میں نائب رسول خود رسول پاک ﷺ مقرر فرماتے ہیں اور پھر زمانے کی ضرورت کے مطابق وہ فعال ہوتے ہیں اور اپنی ذمہ داری نبھاتے ہیں۔مبادا یہ حقائق بیشتر اذہان پر گراں گزریں اور آسانی سے قابل قبول نہ ہوں۔لہذا مقدور بھر جسارت کے ساتھ انہیں مع ثبوت بیان کرنے کی راہ پر چل نکلی کہ اس سلسلے میں ماضی میں بہت محنت ہو چکی اور بڑی بڑی ہستیوں نے اور مشائخ عظام نے جن کا آج تک ہر زمانہ قائل رہا ہے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔گو میرا علم محدود اور تحقیق ناتواں سہی لیکن سب کا احاطہ ممکن بھی تو نہیں ہے۔پھر بھی جہاں تک میری رسائی ہو پائی۔ان حقائق کو آپ کے ساتھ Share کر رہی ہوں۔

اصل کمال تو ان مشائخ کا ہے جنہوں نے اپنے سینوں سے ان ذخائر کو نکال کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔گو میری حتی المقدور یہ کوشش رہے گی کہ ماخذ کا حوالہ ضرور دوں تا کہ مزید تفصیل کا متمنی آگے کی راہیں خود تلاش کر کے اپنی علمی پیاس بجھا سکے اور جس کے پاس اس قدر فرصت ہے نہ ذرائع۔اسے یہ مقالہ بہت سی کتابوں سے مستغنی کر کے ضروری معلومات ایک جامع انداز میں بہم پہنچانے کا ذریعہ بن جائے گا اور یہی اس کی وجہ تالیف بھی ہے تا کہ ہر طالب اپنے حصے اور ضرورت کے علم میں خود کفیل ہو کر پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے عمل کو ادب سے مزین کر کے راہ حق کی جملہ برکات و کامرانیوں سے سرفراز ہو سکے۔

یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ یہ ایک تحقیقی مقالہ ہے جس میں میری ناقص ذاتی رائے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔اسے تحریر میں لانے کا واحد مقصد مقام شیخ و آداب شیخ سے متعلق مستند بات سامنے لانے کے سوا کچھ نہیں تا کہ ہر متلاشی اپنے عمل کی اصلاح کر سکے اور جان سکے کہ مقام شیخ کیا ہے؟اور کس طرح یہ نائب رسول ہمارے اور حضور اکرم ﷺ کے مابین حائل زمانوں کا فاصلہ لمحوں میں طے کرا کر طالب صادق کو واصل رسول کر سکتا ہے؟اور پھر اس مقام اور اس کمال کی ہستی سے اکتساب فیض کیسے ممکن ہے؟اس کی شرائط کیا ہیں؟اس کے ساتھ تعلق کیسا ہونا چاہئے؟اس کا ادب کیا ہے؟اور اس ادب کی حدود و قیود کیا ہیں؟

تو آداب شیخ اور مقام شیخ کو جاننے کے لئے اب اس شعبہ کا جاننا ضروری ٹھہرا جس کا یہ سرخیل ہے اور جسے اس نے یہ منصب عطا کیا اور برکات رسالت تقسیم کرنے کا ذریعہ بنایا اور یوں One thing leads to an other کے مصداق بات یہاں آ کر رکی کہ یہ تصوف و سلوک یا طریقت کیا ہے؟کہاں سے آئی اور انسان کی عملی زندگی پر کس طرح اثر انداز ہو کر کروڑوں انسانوں کو حقیقی روحانی اور باطنی انقلاب سے ہمکنار کر کے ان کے قدموں کے ان مٹ نشان صفحہ دھرتی پر ثبت کر کے آنے والی نسلوں کو راہ حق سے شناسا کر گئی۔پاک پروردگار سے دعا ہے کہ اس کاوش میں میری نیت کو خالص رکھے'میری مدد فرمائے اور اسے شرف قبولیت سے نوازے۔آمین ثم آمین　　　(جاری ہے)

آسیہ اعوان

5 جولائی 2002ء

www.naqshbandiaowaisiah.com

سلسلہ وار..................

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم تصنیف

''اسلام کی چار بنیادیں''

سے اقتباس......

قسط نمبر 2

فروغ دین کی سب سے بڑی وجہ

دین کیسے پھیلا؟ ایک شخص ڈاکو ہے' ابوذر غفاریؓ کا قبیلہ ڈاکوؤں کا قبیلہ تھا۔ لیکن جب لوگوں نے دیکھا کہ ابوذر غفاریؓ مکے سے ہوکر آیا ہے تو کوئی اور ہی انسان بن گیا ہے۔ اتنا بڑا دہشت گرد آدمی' گالی کا جواب گالی سے دینے والا' ظلم کا جواب پیار سے دے رہا ہے' اس کے منہ سے جھوٹ نہیں نکل رہا' معاملے میں سیدھا ہو گیا' وہ جو ایک نفرت کا پیکر تھا' جس سے دہشت طاری ہو جاتی تھی' وہ سراپا الفت بن گیا ہے' ہر شخص کو یہ سوچنا پڑا کہ یہ کہاں سے ہوکر آیا ہے؟ یہ کیا بن کے آ گیا ہے؟ یوں دین پھیلا۔

ایمان کی اصل تعریف

ہم ایمان کی صرف اتنی ہی تعریف جانتے ہیں کہ **آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی والبعث بعد الموت**. یعنی ایمان موت پر مکمل ہو گیا' ادھر ہماری موت آئی' ادھر ایمان مکمل ہو گیا۔ ایمان کو ہم نے صرف اسی حد تک یاد رکھا ہے۔

اب دیکھئے حضور ﷺ ایمان کی تعریف کس طرح سے فرماتے ہیں اور کیا معیار دیتے ہیں کہ ایمان اصل میں کیا ہے۔ آپ ﷺ کا ایک ارشاد جو آپ ﷺ اپنے تقریباً ہر خطبہ جمعہ میں ارشاد فرماتے اور ہم نے بھی بارہا سنا ہوگا' لیکن ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہم اس پر کبھی غور نہیں کرتے۔ فرماتے ہیں **لا ایمان لمن لا امانتہ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ** ''اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جسکے پاس کوئی امانت نہیں'' جو امین (Honest) نہیں' اس کا کوئی ایمان نہیں ہے۔ **ولا دین لمن لا عھدہ** اس شخص کا کوئی دین نہیں' جس کا کوئی عہد نہیں۔ یعنی جو وعدے کا پکا نہیں' زبان کا سچا نہیں' اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ اس کا اسلام سے' دین سے' کوئی واسطہ نہیں ہے۔

منافق کی تعریف

جس شخص کی زبان پر تو ایمان ہو لیکن دل میں ایمان نہ ہو یعنی اقرار باللسان ہو' تصدیق بالقلب نہ ہو' وہ منافق ہے۔

لیکن آپ ﷺ نے ایک منافق کی جو علامات بتائی ہیں ان کا تعلق عمل سے ہے۔ اگر یہ چار صفات کسی شخص میں پائی جاتی ہوں تو سمجھ لیں کہ وہ پکا منافق ہے۔

1- بات کرے تو جھوٹ بولے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

2-امانت دی جائے تو خیانت کرے۔

3-جھگڑا کرے تو بدزبانی اور بداخلاقی پر اتر آئے

4-جب عہد کرے تو اسے توڑ دے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ چار صفات جس شخص میں ہوں وہ پکا منافق ہے۔

غور کریں تصدیق بالقلب قسم کی کوئی چیز ان چاروں علامات کے اندر موجود نہیں ہے۔ایسا شخص خواہ لا الہ الا اللہ کا اونچا اونچا ورد کرتا پھرے۔

ایمان کی تعریف

منافق کی جو چار صفات بتائی گئی ہیں ان کے الٹ ہو جانے کا نام ایمان ہے۔یعنی۔

1-بات کرے تو سچ بولے۔

2-امانت دی جائے تو امانت دار ثابت ہو۔

3-کسی سے جھگڑا ہو تو صبر اور تحمل سے کام لے۔

4-وعدہ کرے تو پورا کرے۔

یہ چار صفات اگر کسی میں موجود ہیں تو وہ مومن ہوگا۔یہ بالکل لٹمس ٹیسٹ کی طرح ہے۔لٹمس ٹسٹ کیا ہے؟ کسی تیزاب کی جانچ کیلئے کہ یہ تیزاب ہے کہ نہیں یہ ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔اگر وہ محلول نیلے سے سرخ ہو جائے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ تیزاب ہے۔یہ لٹمس ٹیسٹ ہے۔اسی طرح اگر یہ چار صفات کسی میں موجود ہیں تو وہ مومن ہے اور اگر ان چار صفات کے الٹ ہے تو وہ منافق ہے۔لیکن ان صفات کا تعلق دعوے سے نہیں' بلکہ چاروں کا تعلق عمل اور رویے سے ہے۔پس معلوم ہوا کہ تصدیق بالقلب اپنی جگہ ضروری ہے' مگر اصل چیز جو ایمان کو ثابت کرتی ہے'عمل ہے۔

ایمان کی اصل تعریف

ایک صحابیؓ پوچھتے ہیں۔یارسول اللہ ﷺ ما الایمان؟''ایمان کیا ہے؟''ایک جواب تو اس کا یہی تھا جو میں نے ابھی پڑھا''آمنت باللہ......''جواب بھی غلط نہیں ہے۔لیکن حضور اکرم ﷺ کا جواب یہ نہیں تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا ایمان دو چیزوں کا نام ہے۔''الصبر''یہ کہ انسان کے مزاج میں صبر آ جائے اور''السماحۃ''وہ سخی ہو۔یہ دو صفات ایک صبر اور دوسرا سیر چشمی'یعنی مزاج کا سخی ہونا' خیر خواہ ہونا' پیار بھرا مزاج ہونا' کسی کی تکلیف برداشت نہ کر پانا' دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونا' دوسروں کی خوشی میں شریک ہونا' دوسروں کی خوشی کو آگے بڑھانا' یہ''سماحۃ''کہلاتا ہے۔

صبر کیا ہے؟

صبر یہ ہے کہ دوسرے کی طرف سے انگیخت ہو رہی ہے' گالی گلوچ ہو رہی ہے' پراپیگنڈہ ہو رہا ہے' زیادتی ہو رہی ہے' اسے برداشت کرنا صبر ہے۔امام حسنؓ کو کسی نے گالی دی۔گالی کے جواب میں ان کے سر پر جو چادر تھی انہوں نے وہ چادر اس کو عطا کر دی۔

ایمان ایک رویے کا' ایک طرز زندگی کا' ایک خاص سوچ کا' ایک مزاج کا نام ہے۔ایمان صرف دعوے کا نام نہیں ہے۔

اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت

اب دیکھیے آپ ﷺ ایمان کی تعریف فرماتے ہیں۔عن ابی امامتہ قال قال رسول اللہ ﷺ من احب اللہ و ابغض اللہ و اعطی للہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ومنع الله فقد استکمل الا یمان ۔ ''حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ ہی کیلئے کسی سے محبت کی اور اللہ ہی کیلئے دشمنی کی اور اللہ ہی کیلئے دیا (جس کو جو کچھ دیا) اور اللہ ہی کے واسطے منع کیا اور نہ دیا (جس کو منع کرنا اور نہ دینا عنداللہ بہتر سمجھا) تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کرلی'' (ابوداؤد)۔

اب چند احادیث پر غور کریں جن میں ایمان کی بنیاد کا ذکر کیا گیا ہے اور آپ ان پانچوں احادیث میں دیکھیں گے کہ ان میں کہیں ایمان کا دعویٰ نہیں کیا گیا بلکہ رویہ کا ذکر ہے۔

فرمایا۔ عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہو سکتا' جب تک کہ اس کو اپنے ماں باپ' اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ ہو''۔ (بخاری' مسلم)

فرمایا۔ عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ لا یومن احد کم حتی یکون ھواہ تبعالما جئت بہ..... رواہ البغوی فی شرح السنہ ''حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی ہوائے نفس میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہ ہو جائے''۔ (شرح السنہ)

دیکھئے! ایمان کا کس چیز سے رشتہ جوڑا جا رہا ہے۔ ایمان کو صرف دعوے تک محدود نہیں رکھا ہے۔ میں پھر اظہار شکوہ کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں غلطی سے ایمان کو صرف دعوے تک محدود کر دیا گیا ہے۔

خلق خدا سے محبت

عن انس عن النبی ﷺ قال لا یومن احد کم حتی یحب لا خیہ مایحب النفسہ ''حضرت انسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی نہ چاہئے جو اپنے لئے چاہتا ہے''۔ (بخاری ومسلم)

یعنی جو اپنے لئے چاہتے ہو وہی دوسرے کے لئے بھی چاہو۔ اگر کسی کا یہ رویہ بن گیا ہے تو وہ صاحب ایمان ہے۔ اور اگر یہ رویہ نہیں بنا تو وہ بیشک ایمان کے دعوے کرتا رہے وہ صاحب ایمان نہیں۔ دیکھئے اگر ہم صرف حضور ﷺ کی احادیث اور دین کو ذرا غور سے پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ ایمان کی بنیاد کیا ہے۔

عن عبداللہ بن عباس قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لیس المومن بالذی یشبع وجارہ جائع الی جنبہ ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ وہ شخص مومن نہیں ہے جو خود شکم سیر ہو کر کھائے اور اس کے برابر میں رہنے والا اس کا پڑوسی فاقہ سے ہو''۔ (فی شعب الایمان)

مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے حضور ﷺ فرماتے ہیں: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمومن من امنہ الناس علی دمائھم واموالھم ''مسلم وہ ہے جس کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس کی طرف سے اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں لوگوں کو کوئی خوف وخطر نہ ہو''۔ (ترمذی' نسائی) ☆☆☆ (جاری ہے)

www.naqshbandiaowaisiah.com

تبصرہ کتب

مسلمان عورت' عصر حاضر میں' شیطان کا خصوصی حدف ہے' حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کی آزمائش عورت اور دولت ہے۔ دور حاضر میں عورت کو اُس کے اصل میدان سے نکال کر شمع محفل بنانے اور سامانِ عیش وعشرت میں تبدیل کرنے پر زور دیا جارہا ہے۔ یہ سب جہالت کی پیداوار ہے اور جہالت کے خلاف سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ علم کو عام کر دیا جائے۔

زیر نظر کتاب اس جہاد کی خوبصورت اور کامیاب کوشش ہے۔ اس میں ایک مسلمان عورت کے لئے اول آخر ایک مکمل رہنمائی موجود ہے' تقدیر سے لے کر عقائد ونظریات تک۔توحید وشرک سے لے کر ضروریات دین تک۔سونے سے جاگنے اور جاگنے سے سونے تک مکمل رہنمائی موجود ہے۔ ہمارے معاشرے میں پائی جانیوالی ہندوانہ رسوم وقیود کو دین سے الگ کر دیا گیا ہے۔ ہماری خواتین جنہوں نے عجیب وغریب وسوسوں کو دین کا قائم مقام بنا رکھا ہے' اس کتاب کو پڑھ کر انہیں اندازہ ہوگا کہ دین تو ہم سے کوسوں دور ہے۔

کتاب کو کتاب العقائد' کتاب الطہارت ،باب الوضو، باب نواقض الوضو ،باب التیمم ، باب الغسل' باب الحیض والنفاس' کتاب الصلوۃ ، باب الجنائز' کتاب الذکوۃ وصدقات' کتاب الصوم' باب الاعتکاف' کتاب الحج ' کتاب النکاح' باب الرضاع' کتاب الطلاق' باب الخلع' باب العدۃ اور کتاب المتفرقات میں تقسیم کیا گیا ہو۔جو کہ عورت کی ساری زندگی پر محیط ہیں۔ مسائل کو ڈھونڈنا انتہائی آسان ہے ۔ ہر ذہنی لیول اور تعلیم کی حامل عورت یکساں استفادہ کر سکتی ہے۔

مصنفین نے اس کتاب کو انتہائی ادبی انداز میں تحریر کیا ہے۔ ایک خالص مذہبی اور علمی کاوش ہونے کے باوجود انداز ایسا ہے کہ ایک نشست میں پڑھنے کو دل چاہتا ہے' اس کتاب کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں فاضل مصنفین نے اسے سوالاً جواباً تحریر کیا ہے اور جوابات کیلئے اپنے علم پر بھروسہ کرنے کی بجائے نامور محدثین وبزرگان دین کے قیمتی علمی اثاثے سے استفادہ کیا ہے جو کہ قابل ستائش ہے۔

اس کتاب میں باقی تمام مسائل کے ساتھ عصر حاضر کے مسائل مثلاً ٹیلی فون' انٹرنیٹ پر نکاح' پسند کی شادی سمیت نوجوان نسل کے مسائل کو بڑی خوبصورتی سے زیر بحث لایا گیا ہے۔ نوجوان نسل اور بزرگوں کے حقوق وفرائض کی حد بندی کی گئی ہے اور یہی باتیں اس کتاب کو اس موضوع پر لکھی گئی دوسری کتابوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ اس کتاب کو عالم اسلام کی عظیم شخصیت حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہید رحمتہ اللہ علیہ کی ایما پر ترتیب دیا

خواتین کے فقہی

مسائل

اس کتاب میں شریعت کے بنیادی عقائد اور خواتین سے متعلق فقہی مسائل کو سوال وجواب کی ترتیب پر عام فہم انداز میں جمع کیا گیا ہے۔

بسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ

جمع ترتیب

مفتی محمد عثمان ارکانی

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالباری مدظلہٗ

بیت العلم ٹرسٹ

گیا ہے اس کی تیاری مفتی محمد عثمان ارکانی ' حضرت مولانا مفتی عبدالباری سمیت علما کرام کی ایک جماعت کی عرق ریزیوں کا نتیجہ ہے ادارہ اس خوبصورت تخلیق پر تمام متعلقہ لوگوں کو مبارکباد پیش کرتا ہے اللہ تعالی شرف قبولیت سے نوازیں۔آمین ثم آمین

(ادارہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

<<<<.>>>>>>